بیادگار:
حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ

الحسن

پندرہ روزہ پشاور

سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

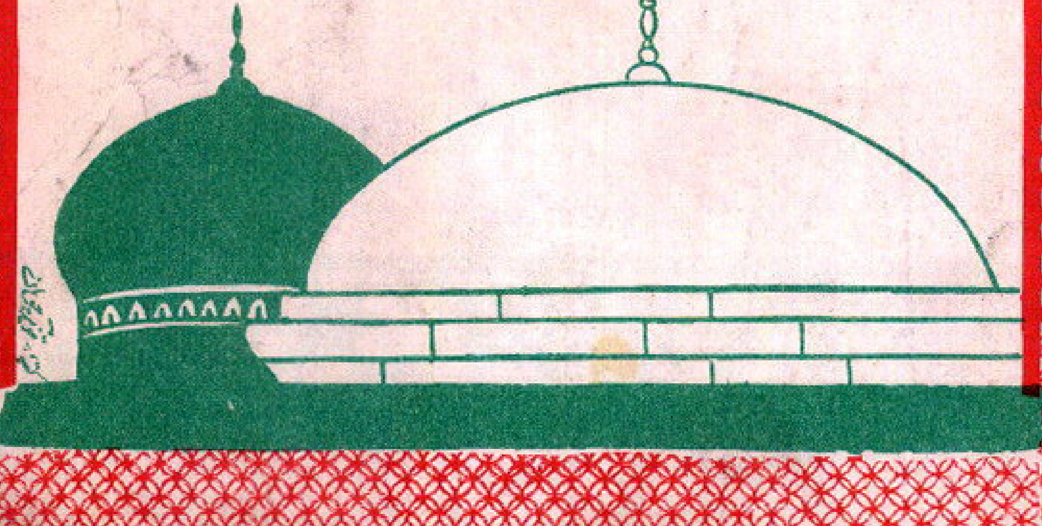

بسم اللہ الرحمن الرحیم

این بارگہ حضرت غوث الثقلین است
نقد کرم حیدر و نسل حسنین است

مادرش حسینی نسب است و پدر او
ز اولادِ حسن یعنی کریم الابوین است

پندرہ روزہ

الحسن

پشاور

قیمت دو روپے

بیادگار
حضرت ابوالبرکات
سید حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر
سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی
منتظم
مفتی مشتاق احمد

جلد ۱ ★ شمارہ ۱۸/۱۹ | یکم و پندرہ دسمبر ۱۹۷۴ء | چندہ سالانہ: ۲۰ روپے

فہرست

۱۔ فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں — تاج محمد صدیقی قادری — ۲

۲۔ تفسیر القرآن الحسنیہ — الحاج حافظ عبدالحمید صاحب فاضل دینیات — ۵

۳۔ اسنی المطالب فی نجات ابی طالب — علامہ زینی دحلان (ترجمہ از ادارہ) — ۱۰

۴۔ شرح قصیدہ بردہ شریف — الحاج حافظ عبدالحمید صاحب فاضل دینیات — ۱۳

۵۔ سوشلزم اور مساوات دونوں غلط ہیں — جناب مولانا الحاج شائستہ گل المنوی — ۱۷

۶۔ اسرار حج — مولانا انوار الحق صاحب بی۔ اے کیمبل پور — ۲۸

سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے طابع نیو انگل سٹار پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر پندرہ روزہ "الحسن" یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں

کتاب "فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں" مسعود ملت فاضل جلیل مولانا محمد مسعود احمد صاحب ایم۔اے پی ایچ ڈی) پروفیسر گورنمنٹ کالج ٹنڈو محمد خان (سندھ) کی نادر و لاجواب تالیف ہے، جو علمی اور تحقیقی نقطۂ نظر سے حضرت مولانا مفتی محمد احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر پہلی عالمانہ، فاضلانہ اور انوکھی کتاب ہے مؤلف محترم قبل ازیں فاضل بریلوی اور ترک موالات اور دیگر بلند پایہ علمی، ادبی اور تحقیقی کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں۔ آپ ایک کہنہ مشق ادیب اور بیباک محقق ہیں۔

محققانہ انداز بیان آپ کا طرۂ امتیاز ہے جس سے آپ علماء میں ممتاز ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب آپ کی محققانہ علمی تالیف ہے آپ نے اس کتاب میں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بہت سی معلومات جمع فرمائی ہیں۔ فاضل محترم ہندوستان کے مشہور عالم و فقیہ صاحب فتاویٰ مسعودی حضرت مولانا مفتی شاہ محمد مسعود نقشبندی دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے پوتے اور صاحب فتاویٰ مظہری حضرت مولانا مفتی اعظم محمد مظہر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خطیب شاہی جامع مسجد فتح پوری دہلی کے فرزند ارجمند ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد احمد رضا خان صاحب قدس سرہ العزیز کی ذات قدسی صفات محتاج تعارف نہیں آپ ۱۲۷۲ھ میں حضرت مولانا نقی علی خان کے ہاں پیدا ہوئے۔ محمد نام رکھا گیا تاریخی نام المختار ہے۔ لیکن جد امجد مولانا رضا علی خان نے احمد رضا تجویز فرمایا علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل اپنے والد گرامی اور دوسرے علماء کرام سے فرمائی۔ اور دیگر چودہ علوم میں کمال حاصل فرمایا۔ چودہ سال کی عمر میں سند فراغت حاصل کر کے مسند افتاء پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور پچاس برس فتویٰ نویسی فرماتے رہے۔

آپ کا مجموعہ فتویٰ رضویہ چودہ ضخیم جلدوں میں اعلیٰ ذخیرہ علم و دانش ہے۔ آپ نے تقریباً چودہ سو کتابیں اپنی علمی یادگار چھوڑیں۔ فاضل بریلوی کی شہرت علمی اور مقبولیت کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب پہلی بار ۱۲۹۵ھ میں فریضۂ حج کو تشریف لے گئے تو علماء حجاز نے آپ کی نہایت قدر و منزلت کی اور جب دوسری بار تشریف لے گئے تو آپ کے لئے پلکیں بچھاتے تھے۔

حضرت فاضل بریلوی نے سب سے اہم کام یہ کیا کہ اپنے عہد کے علماء سوء کے اقوال کفریہ کی نشاندہی فرمائی اور ملت اسلامیہ کو ایک بڑے فتنے سے محفوظ رکھا۔

اس سلسلے میں آپ کی دو کتابیں قابل ذکر ہیں جن کا فاضل مؤلف پروفیسر محمد مسعود احمد نے زیر تبصرہ کتاب میں تعارف کرایا ہے۔ یعنی الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ اور حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ان کے علاوہ علم فقہ میں ایک نادر رسالہ کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراھم تحریر فرمایا۔ اول الذکر دونوں کتابیں تقاریظ کے لئے علماء حجاز کو پیش کیں۔ آپ کے کمال علمی اور جلال فقہی اور محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر شیخ عبداللہ بن محمد صدقہ بن زینی دحلان جیلانی (مکہ معظمہ) نے فرمایا۔

فسبحان من خص مؤلفہ بکمالات الفضائل و خباۃ لھذا الدھر (الفیوضات المکیہ ص ۶۳ م) (ترجمہ) پاک ہے وہ ذات جس نے اس کے مؤلف (مولانا احمد رضا خان) کو فضائل و کمالات سے مشرف

اور مختص فرمایا۔ اور اسے اس زمانہ کے لئے چھپا رکھا اور بالآخر وقت آنے پر ظاہر فرمایا)

حضرت شیخ موسیٰ علی شامی ازہری درویدی نے آپ کو مجددِ ملتِ اسلامیہ کا لقب عطا فرمایا اور لکھا۔" امام الائمة المجدد لهذه الامة امر دينها المويد. نور قلوبها ويقينها۔ الشيخ احمد رضا خان بلغه الله في الدارين القبول والرضوان" (حسام الحرمین ص ۴۰) (ترجمہ) امام الائمہ ملت اسلامیہ مجدد نور یقین اور نور قلب کو تقویت دینے والے یعنی احمد رضا اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں ان کو قبول و رضوان عطا فرمائے۔

شیخ اسمٰعیل بن سید خلیل حافظ کتب الحرام نے تحریر فرمایا۔ بل اقول لو قيل في حقه انه مجدد هذا القرن لكان حقا وصدقا (ترجمہ) ہاں ہاں میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے حق میں کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو حق و صحیح ہے اسی طرح دیگر اعلام علماء عرب و حجاز نے آپ کی شانِ علمی کا اپنی اپنی تقریظ میں اعتراف فرمایا۔ اور متعدد القاب بزرگانہ۔ خطابات عالمانہ سے ملقب فرمایا۔ چیدہ چیدہ اقتباسات فاضل مولف پروفیسر محمد مسعود احمد نے پیش کئے ہیں۔ تفصیلات الدولة المكية اور حسام الحرمین میں دیکھیں۔

حضرت فاضل بریلوی کے مخالفین نے آپ کو ذلیل و رسوا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آپ کے خلاف خوب لکھا اور عوام و خواص کو آپ سے بدظن کر دیا۔ حتیٰ کہ یہ مشہور کر دیا کہ آپ نے ہندوستان میں بدعات کو رواج دیا۔ اور کفر و شرک پھیلایا حالانکہ مولانا محمد مکی تو یہ فرماتے ہیں۔ حبه علامة السنة وبغضه علامة البدعة (ترجمہ) ہم اعلیحضرت کو ان کی تالیفات و تصنیفات سے جانتے پہچانتے ہیں۔ ان کی محبت علامت سُنیت ہے اور ان سے بغض علامت بدعتی ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔

اب تو مخالفین بھی فاضل بریلوی کی علمیت کے معترف نظر آتے ہیں۔ چنانچہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی فرماتے ہیں۔" مولانا احمد رضا کے علم و فضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے۔ فی الواقع علوم دینی پر بڑی وسیع النظر رکھتے تھے۔ اور ان کی اس فضیلت کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں" (مقالات یوم رضا ص ۱۰۶)

مخالفین اپنی خلوتوں میں حضرت فاضل بریلوی کی علمیت کا اعتراف کرتے ہیں۔ ان خلوتوں کا حال ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب نے اس طرح لکھا ہے۔ مولانا کا علم اور زہد و تقویٰ کسی پر مخفی نہیں مجھے بعض ایسے لوگوں سے گفتگو کا موقع ملا ہے جو مولانا کے شدید ترین مخالفین سے ہیں۔ انہوں نے میرے سامنے اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ کہ ان کے بزرگ مولانا کی علمی قابلیت کے معترف تھے۔ یہ ہے وہ جادو جو سر پر چڑھ کر بولتا ہے۔

فاضل مولف پروفیسر محمد مسعود احمد نے ابتداء میں سخن ہائے گفتنی کے عنوان سے ان بعض غلط فہمیوں کا اظہار کیا ہے جو حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے متعلق عوام و خواص میں پیدا کر دی گئی ہیں۔ پھر حضرت فاضل بریلوی کی کماحقہٗ جامع و مستند سوانح پیش کی ہے۔ اس کے بعد علمائے عرب کی تقاریظ سے اقتباسات پیش کرتے ہوئے علماء حجاز کی نظر میں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے مقام و مرتبہ کا نظارہ کرایا ہے۔ اور آخر میں استدراک سے ان غلط بیانوں کی تحقیق کی ہے۔ جو علمائے حجاز پر فاضل بریلوی کے تاثر کو زائل کرتے کے لئے شائع کی گئیں۔ مجموعی طور پر یہ کتاب فاضل مولف کی بالغ نظری وسعت علمی اور عالمانہ بصیرت کی دلیل اور علمی و تحقیقی یادگار ہے۔

فاضل مولانا نے یہ کتاب لکھ کر عام مسلمانوں خصوصاً اہل سنت و جماعت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ انشاء اللہ۔ یہ کتاب حق پسند قلوب کے لئے تریاق و اکسیر ثابت ہوگی۔ مخالفین کو ممنون ہونا چاہیئے کہ فاضل مولف نے ان کی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کر کے بدگمانی و بدخواہی

کے گناہ کبیرہ سے ان کو نجات بخشی۔

یہ کتاب حضرت فاضل بریلوی کے معتقدین سے زیادہ مخالفین کے لئے قابل مطالعہ ہے۔ اُمید ہے کہ موافق و مخالف تمام طبقوں میں اس کتاب کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائیگا۔ فراخ دلی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے گا۔ اور حقائق کے اعتراف میں دریغ نہ کیا جائے گا۔

اراکین مجلس رضا قابل رضا مبارکباد ہیں کہ وہ ایسی تحقیقی کتابیں محض رضائے الٰہی کے لئے شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین اور فاضل مؤلف کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

اور بطفیل مولائے کریم رؤف رحیم حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پیش از پیش کامیابیاں عطا فرمائے۔ آمین

فقط سگ درگاہ قادریہ حافظیہ

تاج محمد صدیقی قادری۔ یکہ توت شریف پشاور

نوٹ: یہ کتاب ایک روپیہ کے ڈاک ٹکٹ بھیجکر مرکزی مجلس رضا نوری مسجد ریلوے اسٹیشن لاہور سے بلاقیمت منگوائیں۔

از سید آغا میر شاہ صاحب گیلانی

نعت

زدست من خطا آمد عفا کن یا رسول اللہ
زبیماری عصیانم شفا کن یا رسول اللہ

چوں روز حشر برادم بنزد حق مرا خوانند
دراں ساعت باین عاصی ندا کن یا رسول اللہ

چوں از خویشاں جفا دیدم بمہ اکرو دعا دیدم
بپشت حبیب بردیدم وفا کن یا رسول اللہ

برائے دیدن رؤیت شفیع آوردہ ام سوغات
جناب چار یارت را ھدا کن یا رسول اللہ

برائے اہل بیت خود مکن از درمرا تو در
ازاں لعل لب نوشیں دوا کن یا رسول اللہ

سیاہ رو میر جی بر در ستادہ حاجتش بنگر
بپاس شاہ جیلانی روا کن یا رسول اللہ

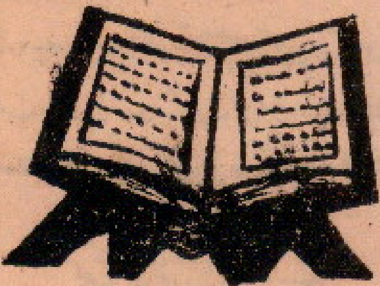

تفسیر القرآن الحسنیہ

حلِّ لغات:- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ،

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اُولٰٓئِكَ	عَلٰى	هُدًى	مِّنْ	رَّبِّهِمْ	وَ
وہی برگزیدہ لوگ	اوپر	ہدایت	سے	اپنے رب	اور
اُولٰٓئِكَ	هُمُ	اَلْ	مُفْلِحُوْنَ	} مجموعہ کلمات	
وہی	فقط وہی	خصوصاً	کامیابی کو پہنچنے والے	۱۰ اعداد	

۲- **لفظی ترجمہ**:- جن برگزیدہ ہستیوں کا بیان سابقہ آیات کی تحت تشریح بلفظِ متقین گذرا ہے وہی اتقیا اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور صرف وہی اور فقط وہی کامل فلاح پانے والے ہیں۔

۳- **ربط**:- یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ سلاطین کے دربار میں جب کوئی شخص جاکر حق خدمت ادا کرے تو شہنشاہوں کا مقبول بن جاتا ہے اور اس کو خلعت و انعام سے نوازا جاتا ہے۔ سلاطین و شہنشاہان زماں ذات باری تو احکم الحاکمین ہے۔ تو اس کا انعام و اکرام بھی اسی کی جود و سخا کے لائق ہوگا۔ پس اس انعام کا ذکر ہو رہا ہے جس کی تشریح مندرجہ ذیل ہے۔

۴- **مختصر تشریح**:- اُولٰٓئِكَ اسم اشارہ ہے اور کلمہ علیٰ (استعلاء) غلبہ کے لئے آتا ہے۔ تمکن اور استقرار کا ظہور ہے هُدًى نکرہ ہے لیکن مِنْ رَّبِّهِمْ نے اس کو خاص کر دیا ہے مشیت ایزدی یوں ہے جن کا ذکر ہو گیا ہے یعنی وہ ہستیاں جو چھ عدد صفات حمیدہ سے آراستہ ہیں۔ ایمان بالغیب۔ اقامِ صلوٰۃ۔ نمازوں کی اپنے لوازمات کے ساتھ ادائیگی۔ انفاق فی سبیل اللہ۔ اللہ کے راستے میں اس کے دیئے ہوئے مال سے خرچ کرنا۔ بطور صدقات و زکوٰۃ وغیرہا۔ ایمان بر کتب سماویہ۔ خصوصاً قرآن و وحی غیر متلو اور ایمان بالآخرہ بطور یقین۔ یہی وہ ہستیاں ہیں جو کہ ہدایت پر ہیں یہاں شبہ ہوتا تھا کہ کونسی ہدایت مراد تھی۔ کیا کیمیائی یا نباتاتی؟ نہیں بلکہ وہ خاص ہدایت ہے جو ان کے رب نے ان کو عطا کی ہے تو مِنْ رَّبِّهِمْ نے اس شبہ کا ازالہ کر دیا۔ اور علیٰ کا مستفاد یہ ہے کہ وہ اس ہدایت پر غالب ہیں۔ گویا یہ ہدایت پورے طور پر ان کے قبضہ میں ہے۔ جس طرح ایک سوار اپنی سواری پر قابو پا لیتا ہے۔ اسی طرح ہدایت ان کے تابع۔ وہ متبوع۔ ہدایت خادمہ اور وہ مخدوم اور وہی فقط وہی کامیاب ہیں۔ یہاں پر ایک اور شبہ ہو سکتا ہے کہ دیگر اقوام عالم اور کئی افراد کامیابی حاصل کر کے فائز المرام بنے بیٹھے ہیں۔ اور وہ نہ تو اسلام میں داخل ہیں اور نہ ہی متقی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ الف لام لگا کر فرما دیا کہ ایسا ہرگز نہیں۔ حقیقی اور پوری کامرانی ان حضرات کے لئے مختص ہے۔ کیونکہ اگر کسی کو دنیاوی کامیابی مل جائے تو وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ آخرۃ کی کامیابی عقبیٰ میں سرخروئی اور غیر فانی زندگی میں آرام و چین۔ اس کے بعد بقاء انعام اور دوام نعمت صرف ان کی قسمت میں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا طوق اپنی گردن میں پہنتے ہیں اور جو اس کے لائے ہوئے دین پر عمل کر کے دائرہ اسلام کے اندر متقی کی صفت سے موصوف ہو چکے ہیں چنانچہ اس آیہ مبارکہ میں اصحاب رسول کی طرف

بھی اشارہ ہے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اُس کے خاص غلاموں مثلاً عبداللہ بن سلام کی طرف بھی اشارہ ہے۔ ایسی کامیابی تو غیراسلامی ملل میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اگر محمدؐ کا ساتھ ہو جائے

پھر تو سمجھو نجات ہو جائے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (ترجمہ) اور جو اللہ کے پیارے رسول تم کو دیدیں اس کو لے لو۔ اور جس سے منع کرو۔ رُک جاؤ۔ پس تمام دین کا یہ خلاصہ ہے۔ اور آیہ مبارکہ مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ نے تو بالکل فیصلہ کر دیا۔ (ترجمہ) اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ یہی اسلام ہے۔ حُبِّ رسول۔ اطاعتِ رسول۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس کو حاصل ہو وہی صحیح معنوں میں کامیاب ہے۔

۵۔ مختصر سی ترکیب نحوی برائے افادہ طلباء دینی

اُولٰٓئِكَ مبتدا۔ عَلٰى هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ۔ متعلق ثابتٌ (محذوف) خبر بنی۔ مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔ واؤ حرف عطف ہے اور اُولٰٓئِكَ نمبر ۲ مبتدا ہے هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اسکی خبر ہے یا یوں کہئے کہ هُمْ مبتدا ہے اور الْمُفْلِحُوْنَ اس کی خبر ہے۔ یہ مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ اور پھر یا دِل مفرد اُولٰٓئِكَ نمبر (۲) کی خبر بن گیا۔ اب یہ نیا جملہ معطوف ہوا۔

۶۔ **ترتیب نکات** (۱) الذین نمبر (۱) کے مقابلہ میں عَلٰى هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ مذکور ہوا۔ تو الذین نمبر (۲) پہلے کا تتمہ بن گیا۔ فلہٰذا تتمہ کے طور پر اس کے مقابلہ میں هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ لایا گیا (ب) بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ میں هُمْ کو يُوْقِنُوْنَ پر مقدم کرکے ایمانداری کو ان حضرات پر حصر کر دیا جو متقی بن گئے۔ اسی طرح فلاح کا بھی هُمْ کی ضمیر مقدم کر کے ان متقی حضرات پر حصر کر دیا۔ جس کا مفہوم یہ ہُوا کہ جو لوگ مندرجہ بالا چھ عدد صفات کے حامل ہیں فلاح کا دارومدار انہی پہ ہے اور جو لوگ ایسے نہیں خواہ وہ کتنی ہی ریاضت کریں۔ چونکہ راہِ راست پر نہیں وہ کبھی بھی کامیاب نہ ہوں گے۔ جیسا کہ ایک جگہ تیسرے سیپارہ میں فرمایا۔ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے ہاں بیشک دین صرف ایک ہی مقبول ہے اور وہ اسلام ہے۔ پس جو راستے اسلام کے خلاف ہوں خواہ کتنی ہی مشقت کر کے اُن پر اگر کوئی چلے جب وہ صراطِ مستقیم کے زمرہ میں ہے ہی نہیں تو وصول الی المطلوب نہ ہوئے بلبلِ شیراز فرماتے ہیں (علیہ الرحمۃ)

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی

کیں راہ کہ تو مے روی بترکستان است

(ج) خوارج۔ معتزلہ اور بعض عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مرتکب کبیرہ ابدی جہنم کا مستحق ہے۔ اور وہ اسی آیہ مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں کہ جنس فلاح کو جب مندرجہ بالا حضرات پر حصر کر دیا تو اب جو نماز نہ پڑھیگا۔ یا زکوٰۃ نہیں دیگا۔ خارج از ایمان ہو کر ابدی جہنم کا سزاوار ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انتفاء (کامل) مقید کی نفی سے انتفاء (مطلق) کی نفی نہیں ہُوا کرتی۔ الف لام جو مفلحون کے ساتھ چسپاں ہے اس کا مستفاد یہ ہے کہ ایسے حضرات کو جو کبیرہ کے مرتکب ہیں فلاح کامل نہ نصیب ہوگی۔ نہ یہ کہ وہ مطلقاً فلاح سے محروم ہو گئے کیونکہ قرآن و حدیث میں متعدد جگہ سے یہ ثابت ہے کہ گنہگارانِ اسلام کا فلاح پاکر جنت میں جانا ثابت ہے۔

۷۔ **بلاغت** :۔ مشہور درسی کتاب دروس البلاغۃ کے شارح مولانا العلامۃ حضرت محمد مظاہر صاحب فرماتے ہیں کہ عَلٰى هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ میں بمقام عَلٰى هُدًى میں استعارہ تبعیہ ہے اور صاحب تفسیر مدارک فرماتے ہیں شُبِّهَتْ حالهم بحال مَنْ اعتلى الشئ وركبه ونحوه هو على الحق۔ وعلى الباطل وقد صرحوا بذلك فى قولهم جَعَلَ الْغَوَايَةَ مَرْكَبًا د

جہانگیر ہوٹل
سینما روڈ پشاور شہر

چکن تکہ۔ چکن روسٹ۔ چکن کباب۔ مُرغ مُسلّم۔ چکن تندوری
اور دیگر عمدہ اور لذیذ کھانوں کا بہترین مرکز

خود بھی لطف اُٹھائیے
اور مہمانوں کو بھی کھلائیے

شکر الحمدُ للہ ☆

سُلطانی مصالحہ جات

☆ ایشیا بھر میں سب سے عُمدہ ثابت ہو رہے ہیں ☆

مرچ۔ ہلدی۔ گرم مصالحہ۔ سالن مصالحہ۔ دھنیا۔ میتھی قصوری۔ کالی مرچ
بند ڈبوں میں دستیاب ہیں

سُلطانی براند پراڈکٹس پیپل منڈی پشاور فون نمبر ۲۳۳۰

جوہری غذائیت سے بھرپور

میدہ اور سوجی

عوام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں

یونیورسل فلور ملز لمیٹڈ

گل بہار کالونی۔ جی۔ ٹی روڈ۔ پشاور

فون نمبر ۴۰۴۰
۳۲۱۵

چیرمین صلاح الدین خان

([illegible])

واستطى الجهل (ترجمہ) ان کے حال کو اس شخص کے حال سے تشبیہ دی گئی جو کہ کسی چیز پر غالب آجائے۔ اور اس پر سوار ہو جائے یا اپنا مرکب بنا لے۔ اسی ضمن میں علی الحق۔ علی الباطل ہے۔ حق پر ہونا یا باطل پر ہونا اور اہل عرب کی عادت ہے کہ گمراہ کرنے کے لئے یہ استعارہ استعمال کرتے ہیں جَعَلَ الغَوَايَةَ مَرْكَباً۔ اس نے گمراہی کو اپنا مرکب بنا لیا۔ واستطی الجہل اور جہالت پر سواری کی وغیرہ وغیرہ یہ سب اہل عرب کے محاورات ہیں۔ اسی طرح اَقْتَعَدَ غَارِبُ الهوىٰ ہوا۔ حرص۔ لالچ۔ محبت۔ عشق کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اس کے لئے غارب کا لفظ لایا گیا ہے۔ جس کا معنی اونٹ کا کوہان ہے۔ اور پھر اس پر سوار ہونا۔ مفہوم یہ ہوا کہ حرص و ہوا کا شیدا بن گیا۔ اردو ادب میں بھی کہتے ہیں کہ فلاں حرص و ہوا کے گھوڑے پر سوار ہے لیکن کجا اردو اور کجا شان ادبیت عربی۔

دینی طلباء کے لئے افادات چند

(علماء نحو۔ علماء اصول وعلماء بیان کا مشہور کلیہ ہے کہ التقديم ما حقه التاخير يفيد الحصر (ترجمہ) اگر کسی مؤخر کو جس کا مؤخر ہونا واجب تھا مقدم کر دیا جائے تو حصر کا فائدہ دیتا ہے اسی اصول کے تحت هُم یوقنون اور هم المُفلِحُونَ کا راز سربستہ کھل جاتا ہے۔ قرآن کریم بلحاظ الفاظ و کلام سراسر فصاحت و بلاغت ہے۔ اس لئے زبان عربی کے تمام محاورات کی مثالیں جابجا موجود ہیں۔ جہاں الفاظ کے استعمال کا یہ حال ہو تو وہاں اُن کے معانی کا بیان خود قیاس کر لیں۔ جب معانی کا یہ حال ہو تو معانی میں کس قدر ارتفع۔ اکمل۔ اتم۔ اعلیٰ اور دلنشیں ہونگے۔ اس مختصر رسالہ میں گنجائش مزید نہیں ورنہ رموز و نکات کا تو شمار ہی نہیں (ب) فلح کا لفظ مشقت اور ظفر پر دلالت کرتا ہے اور اسی لئے کسان کو فلاح کہتے ہیں۔ کیونکہ زمین کی چیر پھاڑ کرنا۔ ہل چلانا اور مشقت کرنا اس کا کام ہے اسی طرح اسی مفہوم میں وہ الفاظ شامل ہیں جن کے پہلے حروف (فا) اور درمیان کے لام ہوں اور تین حروف سے مرکب ہوں بطرز فلح مثلاً فلج۔ فلذ۔ ان سب میں ایک مفہوم مشترک ہے۔ (تفسیر مدارک)

صوفیا علیا کی تفسیر

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ متقی کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو میدان میں جا رہا ہے۔ جس میں جگہ جگہ خار۔ آگ کے انگارے۔ اور کئی ایک غار ہیں وہ عقلمند بہت احتیاط سے اپنے آپ کو کانٹوں اور انگاروں سے بچاتا ہوا۔ صاف جگہ پر قدم رکھتا ہوا۔ اور لالٹین سے کام لیتا ہوا چلا جاتا ہے۔ یہ شخص انشاء اللہ ہدایت پر بھی رہیگا اور منزل مقصود کو بھی پالے گا۔ دوم وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی روشنی نہیں جس سے وہ ان مصیبتوں کو دیکھ سکے۔ اور اس کٹھن راستے کو طے کر سکے یہ شخص کبھی منزل مقصود کو نہیں پا سکتا۔ یا تو کسی غار میں گر کر ہلاک ہوگا یا آگ میں گر گیا تو جل کر راکھ ہو جائیگا۔ سوم وہ شخص ہے جس کے پاس روشنی تو ہے لیکن وہ چلنے میں بے احتیاطی کرتا ہے اس طرح کہ آگ اور غار سے تو بچتا ہے لیکن کانٹوں کا خیال نہیں کرتا۔ یہ شخص اگرچہ منزل تک پہنچ جائیگا۔ مگر زخمی ہو کر اور بہت دیر کے بعد یہ دنیا ایک خار۔ غار اور آگ والا میدان ہے۔ سینما اور شراب خانے وغیرہ کانٹے ہیں جو اس جگہ بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ کفر چھپے ہوئے انگارے ہیں اور شرک یہاں کے غار۔ تمام لوگ اس میدان کو طے کر رہے ہیں لیکن متقی مسلمان کے پاس قرآن پاک کا گیس ہے۔ اور اپنے تقویٰ کے وجہ سے بنہایت احتیاط سے اس کو طے کر رہا ہے۔ نیکی کی جگہ قدم رکھتا ہے۔ بُرے مقامات سے بچتا ہے۔ گنہگار مسلمان کے پاس بھی یہ روشنی تو ہے۔ وہ کفر اور شرک کی باتوں سے بچتا ہے لیکن بے احتیاطی کی وجہ سے خود کو گناہوں کے کانٹوں میں پھنسا دیتا ہے اور کافر چونکہ قرآن پاک کی روشنی سے علیحدہ ہے۔ اس لئے یا تو وہ شرک کی غار میں گر کر ہلاک ہو جاتا ہے یا کفر کی آگ میں جل کر ملیا میٹ ہو جاتا ہے۔ اب متقی ہدایت پر بھی ہے اور اعلیٰ درجہ کا کامیاب بھی (جاری ہے)

اسنی المطالب فی نجات ابی طالب

حاشا اللہ کجا آذر اور کجا ابوطالب۔ ایک پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ وہ سابت تراش اور بت پرست ہے۔ کیا یہ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں کہا۔ شعر

"کیا تم میں سے وہ شخص جو حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا ہے اور وہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرکے اس کی مدد بھی کرتا ہے برابر ہو سکتے ہیں؟" (ہرگز نہیں)

کیونکہ ابوطالب نے رحمۃ اللعالمین محبوب رب العالمین کی محض پرورش ہی نہیں کی بلکہ بچپن میں پرورش کی اور جب سن بلوغ کو پہنچے تو پناہ دی۔ پھر آپ کا وقار قائم کیا۔ اور اس کے بعد آپ کے دشمنوں کو آپ سے دور کیا۔ پھر آپ کی مدح ایسے قصائد سے کی جو چاند جیسے روشن تھے۔ اور سبعہ معلقہ سے بھی زیادہ بلیغ تھے۔ پھر آپ کی اتباع پر راضی ہوئے۔ نیز عمر بن دینار کی حدیث میں جو ابھی گذر گئی ہے۔ شرک کی بو بھی نایاب ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے لئے دعاء بخشش مانگی۔ اور وہ مشرک تھا پس میں بھی اپنے چچا کے لئے دعاء مانگتا رہوں گا۔" اس کا ممکن ہے ممکن معنی یہ ہوگا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے باپ کیلئے دعا مانگی اور وہ مشرک تھا یعنی باوجود مشرک اس کے لئے دعا مانگی تو میں اپنے چچا کے لئے دعا کیوں نہ مانگوں جو کہ صرف خالص تھا مشرک نہ تھا۔ پس میں اس وقت تک اپنے چچا کے لئے دعا مانگتا رہوں گا جب تک کہ اللہ تعالےٰ مجھے منع نہ کر دے لیکن خداوند کریم نے اپنے محبوب کو اس سے منع نہیں کیا بلکہ تمام مشرکین کے لئے بخشش کی دعا مانگنے سے منع فرما دیا۔ نہ خاص ابوطالب کے لئے۔ اور اگر ابوطالب کی بخشش کے لئے ممانعت آتی تو آیۂ کریمہ اس طرح ہوتی کہ اہل اسلام کو اجازت نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لئے دعا مانگیں۔ اور رسول کریم کے لئے اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے چچا کے لئے بخشش کی دعا مانگیں۔ لیکن اس طرح تو الفاظ اس آیہ میں مفقود ہیں اور معاملہ وہ نہیں جو معترضین سمجھے۔ اس امر کی تصریح اس روایت سے ہوتی ہے جو درِ منثور میں ہے۔

وہ طرق حدیث میں سے اس طریق سے روایت کرتے ہیں کہ ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اصحاب رسول نے حضور صلعم سے اپنے آباد اجداد کے لئے بخشش مانگنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں اپنے چچا کے لئے دعا مانگوں گا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا کے لئے مانگی۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی جو اوپر کئی دفعہ ذکر کی گئی ہے کہ نبی اور اہل اسلام کے لئے زیبا یا جائز نہیں ہے کہ مشرکین کے بارے میں مغفرت کی دعا کریں خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں پھر حضور نے اپنے صحابہ کو فرمایا کہ چند کلمات بذریعہ وحی میرے کانوں میں داخل ہوئے اور پھر میرے دل میں قرار پکڑ گئے۔ اور وہ یہ ہیں کہ میں اس کے لئے دعا نہ مانگوں جس کی موت حالت شرک

میں واقع ہوئی ہو۔ اب ان دو قولوں کو سوچو اور تولو۔ پہلے آپ نے فرمایا کہ میں اللہ ضرور اپنے چچا کے لئے دعا مانگوں گا۔ پھر اس کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ چچا کے لئے دعا نہ مانگوں بلکہ آپ نے فرمایا کہ دعا اس شخص کے لئے منع کی گئی ہے جو شرک میں مرا ہو۔ اس میں اس امر کی طرف خفیف اشارہ ہے جس کو کنایہ کہتے ہیں۔ وہ یہ کہ آپ اپنے اصحاب کو سمجھا گئے کہ میرا چچا شرک پر نہیں مرا۔ پھر اس دعوے پر آپ کی حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ حضور شفاعت فرمائیں گے اور آپ اس کی بھی شفاعت کریں گے جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم۔ کم۔ کم ایمان ہوگا۔ یہ خفیہ اشارہ حضور سے اس وقت صادر ہوا کرتا تھا۔ جبکہ آپ کسی امر کو مرغوب سمجھتے تھے۔ اور آپ کے کلام میں کوئی لفظ خلاف واقع نہیں صادر ہوا۔ کیونکہ حضور کی ذات گرامی صفات جھوٹ سے پاک ہے اور جھوٹ بولنا ان کے لئے محال ہے پس سوال کے جواب میں اشارہ کر گئے۔ اور آپ کا دل بہت خوش ہوا نیز آپ مطمئن تھے

اس بارے میں ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ میرا باپ صلہ رحمی کیا کرتا تھا۔ مگر وہ ایسا تھا ایسا تھا۔ پس مجھے خبر دیجئے کہ وہ کہاں ہے؟ حضور نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔ اس پر اعرابی کی طبیعت بگڑ گئی پس اس نے جرأت کی اور پوچھا یا رسول اللہ! آپ کا والد کہاں ہے۔ آپ نے اس کو ایک فصیح و بلیغ جواب دیا جو ہمارے مذکورہ دعوے کی تائید کرتا ہے۔ یہاں بھی عام لفظ ہے لیکن معنیٰ پوشیدہ ہے۔ آپ کا جواب یہ تھا کہ جب کبھی تو کسی کافر کی قبر سے گذرے تو اس کو دردناک عذاب کی خوش خبری دے۔ اس پر اعرابی کی طبیعت سنبھل گئی اور اس نے اسلام

قبول کیا۔ اور کہا کہ حضور صلعم نے مجھے بڑی مصیبت میں مکلف کر دیا کہ جس کافر کی قبر پر جاؤں اس کو دردناک عذاب کی بشارت دوں۔ اس جواب میں حضور نے اپنے حسب معمول اجمال کو پسند کیا ہے۔ آپ نے خیال کیا کہ اگر اس کو کھول کر جواب دوں یعنی واضح جواب دوں تو یہ بھڑ جائیگا۔ تو آپ نے اس کو ایسا جواب دیا جس کے دو معنی ثابت ہو رہے ہیں اس کو کلام توریہ اور ایہام کہتے ہیں یعنی ایسا معنیٰ بیان کرنا جو باعث ایجاد شک ہو۔ یا اس کے لئے دو عدد معنی ثابت ہو رہے ہوں۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنے باپ اور حضور کے والد کا مقام نہ سمجھا۔ حضور کے والد ماجد کے مقام کو اپنے باپ کے مقام پر قیاس کر لیا۔ یہ اس کی دلیری اور بے ادبی تھی۔ پس حضور نے بھی جواب کھول کر نہ بتایا۔ کیونکہ انسان کی جبلت اور فطرت یہ ہے کہ وہ اپنے لئے بڑائی اور فضیلت پسند کرتا ہے اور عرب اس وقت خاص کر سنگدلی اور جفا میں مشہور تھے۔ پھر کجا مقام اس کے باپ کا اور کجا حضور کے والد ماجد کا۔

پس آپ نے کیا ہی خوب کہا۔ اس کے سوال کے جواب میں کہ حضور آپ کا والد کہاں ہے۔ جواب برمحل اور برموقع اپنے اندر دو معنوں کو مستور کئے ہوئے خوب تھا کہ جب کبھی کسی کافر کی قبر پر گزرے تو اس کو عذاب کی خوش خبری دینا۔ اس جواب سے اس کا دل خوش ہو گیا۔ اس نے الفاظ کو ظاہر پر محمول کیا۔ اسی طرح بعض رواۃ نے بھی ظاہری معنیٰ لیا ہے۔ مثلاً مسلم میں ایک ایسی ہی روایت وارد ہے کہ ایک شخص نے حضور صلعم سے پوچھا کہ میرا والد کہاں ہے آپ نے جواب دیا۔ آگ میں۔ جب واپس ہوا تو حضور نے اس کو بلایا اور کہا کہ میرا اور تیرا والد دونوں دوزخ میں ہیں۔ اب ان ظاہری الفاظ کے لحاظ سے یہ روایت حدیث کی اصطلاح میں منکر ہے

اور علماءِ اصول حدیث کو اس میں بہت کلام ہے وہ اس کو صحیح نہیں مانتے بلکہ بدیں معنی اس کو منکر قرار دیا ہے جیسا کہ زرقانی نے اس کو اور ایسی تمام روایات کا خلاصہ کر کے اپنی تصنیف مواہب میں ذکر کیا ہے۔ کہ ایسی روایات میں تصرف ہُوا ہے۔ اور یہ شک نہیں ان میں بذات خود اختلاف ہے ہاں پہلی روایت جو گذری ہے کہ جب تو کسی کافر کی قبر سے گذرے تو اس کو دوزخ کی بشارت دے۔ وہ درست ہے کیونکہ وہاں عموم مراد ہے۔ لیکن بعض راویوں کو مغالطہ ہُوا اور انہوں نے اس سے یہ مطلب نکالا کہ حضور نے والد ماجد کی قبر بھی ان کافروں میں شامل ہے اور وہ بھی کافر تھے اس لئے انہوں نے اس کا ظاہری معنیٰ کر دیا اور یہ بیان کیا کہ میرا اور تیرا والد دونوں دوزخ میں ہیں۔ یہ اُن کا تصرف ہے۔ اور یہ معنیٰ انہوں نے اپنے فہم کے مطابق کیا۔ انہوں نے روایت کے مضمون کی حقیقت اور جواب کی حقیقت کو بدل دیا۔

اور پر جو بیان کیا ہے کہ آذر حضرت ابراہیم کے والد نہ تھے بلکہ چچا تھے۔ وہ ایک حقیقت ہے کیونکہ علامہ ابن حجر ہیثمی نے فرمایا ہے کہ اہل تورات اور اہل انجیل ہر دو کا اس پر اتفاق ہے کہ آذر اصل میں ان کا چچا تھا اور والد ان کا غیر تھا اُن کا نام تارخ تھا اور قرآن میں اُن کو والد کہا گیا ہے تو اس کا حل یہ ہے کہ اہل عرب چچا کو والد کہتے ہیں۔ یہ ان کی زبان کا محاورہ ہے۔ پھر اس حقیقت کی تائید فخر الدین رازی نے کی ہے اور ایک عجیب ثبوت پیش کیا۔ جو ایک مسلمہ اور ناقابل تردید حقیقت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم اپنی عادت کے مطابق عم کو اب سے یاد کرتا ہے۔ مثلاً سورہ بقرہ میں وارد ہے کہ ہم تیرے معبود کو اور تیرے آبا کے معبود کو پوجیں گے یہ اولاد یعقوب۔ یعقوب کو کہتی ہے کہ تیرے آبا کے معبود کی پرستش کرینگے۔ اور وہ یہ ہیں۔ ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب۔ یہاں تو ذکر اولاد یعقوب کا ہو رہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اسماعیل تو یعقوب کا چچا تھا۔ باپ نہیں تھا۔ اور امام رازی سے بہت پہلے ایک جم غفیر نے اس حقیقت پر قلم اُٹھایا ہے جن کو سلف محققین کہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ ابن جریر۔ سدی وغیرہم۔ انہوں نے فرمایا کہ آذر ابراہیم کا والد نہ تھا بلکہ اُن کا والد تارخ تھا۔ یہ تو اپنے سلف تھے لیکن ماسوا ان کے شافعیہ میں سے بھی امام رازی کے ساتھ اتفاق کرنے والے (اس قول میں) بہت ہیں۔ من جملہ اُن کے ایک محقق کا نام امام ماوردی ہے۔ اس نے امام رازی کی طرح اس حقیقت سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس آیہ مبارکہ میں مستور کی تھی وتقلبک فی الساجدین۔ آپ نے رازی کی طرح یہ معنی بیان کیا ہے کہ اے محبوب صلعم ہم نے طاہرین اور موحدین کی صلبوں سے تجھے پاک اور مقدس ارحام میں منتقل کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس آیہ مبارکہ کے اور بیشمار معانی و مطالب ہیں اور صرف اسی معنیٰ پر حصر نہیں ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ اس معنی نے دلوں میں قبولیت کا شرف حاصل کیا ہے کیونکہ اللہ کے محبوب کی تمام نسل شرک و کفر و سفاح و بت پرستی سے پاک ہو رہی ہے۔ ابن سعد اور بزاز اور ابو نعیم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا یہ معنیٰ ہے کہ اے محبوب صلعم ہم نے تجھے ایک نبی سے دوسرے نبی کی پشت میں اور دوسرے سے تیسرے کی پشت میں اور تیسرے سے چوتھے نبی کی پشت میں منتقل کیا۔ حتیٰ کہ تجھ کو بھی نبی بنا کر مبعوث کیا پس ساجدین کی تفسیر۔ اصلاب الانبیاء سے کی اور حضور کا نور منتقل ہوتا رہا۔ اگرچہ بذریعہ وسائل ہُوا۔ اور اگر اس آیت کو موحدین سے اعم انبیاء اور انبیاء سے اعم پر محمول کیا جائے تو پھر یہ معنی ہوگا کہ ایسے لوگوں کی پشتوں میں تیرا نور منتقل ہوتا رہا (باقی آئندہ)

شرح قصیدہ بُردہ شریف

یہ آخری گوہر اس تسبیح کا ہے کہ نام مصطفےٰ ذکر الاپ رہی ہے۔ اور بلبل کی مثال مدح خوان گلشن رسول ہے لیکن مقام میں اول ہے اور اس کو آخر میں اس لئے بیان کرنا مقصود ہوا کہ باقی بیان اسی کی شان کی رفعت پر دلالت کرے۔

(ترجمہ) ہمارے استاد صاحب مرحوم اللہ تعالیٰ ان کی حیات کو باقی رکھے اور اُن کی آخرت کو اُن کی دُنیا سے بھی بہتر کرے اس نمبرہ بیت کی تاثیر عجیب وغریب و فقید المثال ہے جس کے دل میں ظاہری امراض کی وجہ سے یا باطنی دکھ درد غم والم کی وجہ سے بیقراری اور تنگی اور پریشانی ہو تو اس بیت مکرم کو حروف مقطعات قرآنی کے سمیت ایک سیب پر لکھے اور پھر اس کو کھا جائے اس سے اس کے دل کی تنگی اور کرب رفع ہو جائے گی —— اور اگر اس کو بلور کے شیشے یا چینی کی رکاب صاف پر لکھ کر پاک پانی سے دھو کر اور پھر پی جائے تو بھی دل کی تنگی دُور ہو جاتی ہے۔

لیکن سیب پر لکھ کر حروف مقطعات جو قرآن میں ہیں کی کتابت بھی ساتھ کر کے کھا جائے تو اس طرح زیادہ شفا ہو گی۔

اور فرمایا

کہ ہمارے استاد صاحب نے اس کو بارہا آزمایا اور اس کو ہر مرتبہ شفا پایا۔	راقم عرض پرداز ہے کہ یہاں پر بھی عقیدہ اور اجازت خاص اور اسلام شرط نہیں۔

کشتی شکستگانیم اے باد شرط برخیز
باشد کہ باز بینیم آن یار آشنا را

خواجہ حافظ شیرازیؒ

بیت نمبر ۶ :- فَکَیْفَ تُنکِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَہِدَتْ۔
بِہٖ عَلَیْکَ عُدُولُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمُ۔

حل لغات اور لفظی تشریح (۱) کَیْفَ۔ کیسے۔ کیونکر۔ تین مقامات اس کے مورد ہیں (۱) تعجب، جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔ کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ کس طرح تم انکار کرتے ہو (ب) توبیخ (ج) استبعاد کے لئے یعنی لاینبغی۔ یہ انکار نہیں ہونا چاہیئے۔

(۲) تُنکِرُ۔ تو انکار کرتا ہے۔ ماضی اَنْکَرَ باب افعال صیغہ واحد مذکر مخاطب۔

(۳) حُبًّا۔ یہ اس لئے منصوب ہے کہ تُنکِرُ کا مفعول واقع ہُوا ہے۔ اس کا معنی مشہور ہے۔ یہاں مراد عشق وسوز ہے

(۴) بَعْدَ۔ ظرف ہے۔ پیچھے۔

(۵) مَا۔ اس چیز کے۔ بعد ما کو ملانے سے یہ معنی ہُوا کہ اس چیز کے بعد۔

قصیدہ بردہ کے اس جگہ لفظ ما پر احتمال نہیں۔ پہلا مذہب شارحین کا یہ ہے کہ یہ مَا مصدریہ ہے یعنی مَا نے شَہِدَتْ کو بمعنی شہادت کر دیا۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ یہ مَا موصولہ ہے جو (ھو) کا معنیٰ رکھتا ہے اس صورت میں بِہٖ کی ضمیر اس کی طرف راجع ہے۔ اور پہلی صورت میں یعنی اگر مصدریہ ہے تو بِہٖ کی ضمیر حب کی طرف پھرتی ہے۔

(۶) شَہِدَتْ۔ شہادت دی۔ فعل ماضی صیغہ واحد غائب مؤنث۔ اس کے فاعل دو ہیں (دمع وسقم) آنسو اور بیماری دل۔

(۷) بِہٖ - اس کی - یعنی محبت کی گواہی دی -

(۸) عَلَیْکَ - تیرے برخلاف - علیٰ ایک صلہ ہے جو کبھی کبھی ضرر کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس کے مقابل لَہٗ ہے جو فائدہ کے لئے استعمال ہوتا ہے - جیسا کہ سورہ بقرہ کے اختتام پر لہا ما کسبت و علیہا ما اکتسبت - لہا فائدہ کے لئے اور علیہا وبال کے لئے -

(۹) عدول - عادل کی جمع ہے - عادل وہ گواہ جو نیک اور سچا ہو - اصل میں یہاں دو گواہ مذکور ہیں جو کہ آنکھ - یا آنکھ کے آنسو - اور سقم - دل کی بیماری -

(۱۰) الدمع - آنسو -

(۱۱) السقم - بیماری - اس میں ال مضاف الیہ کے عوض میں دیا گیا ہے - اصل میں سقم القلب تھا - دل کی بیماری - لیکن الدمع میں جو ال آیا وہ اس قبیل سے نہیں ہے جس نے الدمع کے ال کو عوض مضاف الیہ قرار دیا - سخت غلطی کی -

(ب) شعر کا اردو زبان میں ترجمہ

"اے مخاطب اب تو تجھ سے اپنی محبت کا انکار ممکن ہی نہیں کیونکہ تیرے خلاف محبت کے تحقق و اثبات کی گواہی دو سچے اور پکے گواہ دے چکے ہیں جو کہ آنسو اور دل کی بیقراری ہیں" ؎

اشک بے اختیار بھر آئے ؛ رازِ اُلفت تیرا بھرم نہ رہا

؎ آنکھوں میں چھلکتے ہیں آنسو دل چپکے چپکے روتا ہے

جو بات ہمارے بس کی نہ تھی اس بات کی ہمت کر بیٹھے
تقدیر کی گردش کیا کم تھی اس پر ہوئی یہ نادانی
بے تابیٔ دل جب حد سے بڑھی گھبرا کے محبت کر بیٹھے
غم ہم نے خوشی سے مول لیا اس پر بھی ہوئی بے نادانی
جب دل کی امیدیں ٹوٹ گئیں قسمت سے شکایت کر بیٹھے

(ج) حل ترکیب اور اس کے ضمن میں نکات قابلِ ذکر

ترکیب تو کسی قدر گزر چکی ہے لیکن اس جگہ اس کے ضمن میں مندرجہ ذیل نکات ہیں -

فکیف - الفاء للفصیحۃ اَوْ للافصاح - تیرے شعر میں بھی یہ فا مذکور ہے فَمَا یُغْنِیْکَ - جس طرح وہاں شرط کی عبارت مقدر رہتی - اسی طرح یہاں بھی عبارت مقدر ہے - اور اس کی تقدیر یوں ہے - اِذَا دَلَّتِ الاَدِلَّۃُ السابقۃُ و بعدھا شَہِدَتْ شواھدۃٌ لاحقۃٌ علی دعوی اَنَّ سلطان المحبۃِ فِیْ مدینۃِ قلبکَ فکیف تنکرُ حبًّا - وہ عبارت جو اس کی ترجمان ہے یہ ہے کہ اے عاشق زار جب گذشتہ دلائل تیرے عشق و محبت پر قائم ہو کر تیرے راز کو افشا کر گئے اور اس کے بعد شواہد بھی گذر گئے - جو کہ یہ شہادت تیرے دعویٰ محبت پر پیش کر رہے ہیں - اور وہ دعویٰ یہ ہے کہ سلطان عشق تیرے دل کے دار الخلافہ پر سلطنت کر رہا ہے - اور فرماں روا ہے - تو اس قدر تحقیق اور اس قدر تشہیر کے بعد کیا یہ تعجب نہیں کہ اب بھی تو انکار کر رہا ہے (۲) شہدت - فعل واحد حاضر مونث ہے اور فاعل تثنیہ ہے - الدمع والسقم - اس میں یہ راز ہے کہ فرداً فرداً ایک ایک اور مختلف نوع کے آنسو ایک ایک کر کے اور بیماری دل بھی فرداً فرداً - متفرق اور متحقق ہیں - اس لئے فعل واحد مؤنث غائب استعمال کیا - دوم یا پھر دمع اور سقم کو صیغہ جمع میں دخول ہے اور جب جمع غیر ذوی العقول ہو اور وہ فاعل بنے تو فعل واحد مؤنث غائب آتا ہے اور غیر ذوی العقول و جمع مکسر میں اس قاعدے کا استعمال ہے جیسا جنات تجری من تحتہا الانہار

اس جگہ تنزیل میں انہار جمع نہر کی ہے نہر غیر ذوی العقول

اور جمع اس کی مکسر ہے اس لئے صیغہ تجری واحد غائب لایا گیا۔
تیسرا نکتہ تثنیہ کو جمع میں دخول ہے جیسا سرورِ عالم فخرِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الاثنان وما فوقہما جماعۃ دو اور دو سے زیادہ جماعت میں شمار ہیں۔ اسی طرح کی مثال قرآن حکیم میں ہے فقد صغت قلوبکما۔ فاعل تثنیہ ہے۔ اور فعل اس کا واحد غائب مؤنث لایا گیا ہے۔ پس یہ عین فصاحت ہے۔ اور ناظم تنقید و جرح سے پاک ہے اس کا کلام شستہ اور فصیح و بلیغ ہے جس کو تنزیل کے امثلہ سے ثابت کیا گیا ہے یا پرکھا گیا۔

فکیف۔ کیف اس جگہ حال ہے۔ معقول نہیں ہے۔

عدول الدمع و عدول السقم۔ یہ دو عادل گواہ ہیں۔ ان میں جو اضافت ہے اس پر دو مذہب ہیں۔ ایک یہ کہ اضافت ان میں البیانیہ ہے۔ عدول الدمع۔ آنسو کا سچا گواہ یعنی آنسو جو بذاتِ خود سچے اور پکے گواہ ہیں اور اسی طرح بیماری قلب کا سچا گواہ۔ یعنی دل جو بذاتِ خود سچا گواہ ہے دوسرا مذہب۔ یہ اضافت اس بات میں ہے کہ صفت کی اضافت موصوف پر ہے

دمع۔ موصوف ہے اور عادل ہونا اس کی صفت ہے اسی طرح عدول السقم۔ سقم بتاویل سقم قلب موصوف ہے۔ اور عادل اس کی صفت ہے۔ جو کہ مضاف ہے اور سقم قلب مضاف الیہ ہے۔ ناظم فاہم نے اپنے کلامِ عاشقانہ کو وجوہ بلاغت و فصاحت و وجوہ ترکیب نحوی و تحلیل صرفی سے اس قدر آراستہ کیا ہے کہ عقل دنگ ہے۔

خامہ انگشت بدنداں تجھے کیا لکھئے
ناطقہ مہر بلب تجھے کیا کہئے

ترکیب کے تداخل سے مندرجہ بالا نکات معرضِ وجود میں آگئے۔ اب وہ نکات جو علم البیان کے ساتھ متعلق ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(د) نکاتِ متعلقہ فصاحت و بلاغت و بیانِ کلام اور ان سے مستفادات مصرعہ:۔

دمع جس سے مراد سوز و گداز کے آنسو ہیں اور سقم جس سے مراد امراضِ قلب میں سے قلب کا مرض عشق ہے یہ دونوں فرداً فرداً مشبہ ہیں اور ان کو تشبیہ ایک رجل صادق سے دی گئی ہے۔ کیونکہ اس مقام پر مضمون شہادت ہے تو حق گو یا صادق سچی گواہی دیگا۔ اور کاذب جھوٹی۔ وہ مبارک اور مقدس آنکھ جو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہو۔ وہ کیوں کاذب ہو۔ اور کیوں نہ صادق ہو۔ جبکہ حضور صلعم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے بعینہٖ مجھے دیکھا۔ اور کجا خواب اور کجا بیداری، یا نیم بیداری و نیم خواب۔ ومن رآنی فقد رای الحق کے جہاں دو معنیٰ ہیں ایک تو یہ تھا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا اور دوسرا جو اس ضمن میں مستعمل ہے وہ یہ ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا بعینہٖ مجھے دیکھا جس پر ایک دوسری حدیث شاہد ہے۔ ومن زارنی بعد مماتی فقد زارنی فی حیاتی۔ اس حدیث کو مفسّر کہتے ہیں جو کہ پہلی حدیث فقد رای الحق کو مفسّر قرار دے کر اس کے مفہوم کی تصدیق اپنے واضح مفہوم سے کرتی ہے۔

تو ثابت ہوا کہ جہاں حضور کا دیدار عین خدا کا دیدار ہے وہاں حضور کا دیدار بیشک حضور ہی کے اوصاف و ذات کا دیدار ہے تو اس لحاظ سے اور ان مراعات سے صوفیاء کرام اور شارحین علام نے۔ آنسوؤں والی آنکھ اور قلب ستمند کی گواہی کو ایک ثقہ و صادق گواہ سے مشبہ کر دیا۔ کیونکہ جہاں آنکھ کو یہ شرف حاصل ہوا۔ (جاری ہے)

غذائیت سے بھرپور

ہماری فخریہ پیشکش،

آٹا
میدہ
سوجی ❁ چوکر

ہر وقت دستیاب ہے

بلور فلور اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ

چارسدہ روڈ۔ پشاور

فون نمبر
۲۵۰۰

بلور بلڈنگ۔ بازار دالگراں پشاور
فون نمبر ۲۶۴۹

گرام: "RICE"
ٹیلیگرام: "البشیر"
فون رہائش: ۲۲۸۸

سوشلزم اور مساوات دونوں غلط ہیں

جناب مولانا الحاج شائستہ گل
المتوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ ۔ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔ اما بعد مولوی الحاج شائستہ گل ساکن لنڈی شاہ منصور مردان سرحد عفی عنہ کہتا ہے کہ جب میں نے ۱۳۸۹ھ کے انتخابات کے سلسلہ میں دو باتیں سنیں ۔ ایک تو غریب عام مسلمانوں کے منہ سے کہ سرمایہ داروں نے زور سے ہماری ملکیت قبضہ کی ہے اور ہمیں نہیں دیتے ۔ اور دوسری بات یہ کہ بعض مسلمان لیڈر (اپنی طرف سے عوام کو ترغیب دینے کی غرض سے) کہتے تھے کہ ہم زمینوں میں مساوات لائیں گے اور بعض کہتے تھے کہ مالک کو ایک مخصوص مقدار زمین (مثلاً دس جریب) چھوڑیں گے ۔ اور باقی ان سے لیکر غریبوں میں تقسیم کریں گے ۔ تو میں نے کہا کہ یہ تو لینن اور مارکس کی تحریک ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ ۔

یہ دونوں ایسی تحریک بالشویزم کی باتیں ہیں ۔ جو خدا تعالیٰ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ قرآن مجید ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور انفرادی ملکیت کو نہیں مانتے ۔ افسوس ہے کہ غریب مسلمان ایک نفس خالص کافر کی رائے پر جا رہا ہے ایک بڑے ماہرین دین و دنیا نے فرمایا ہے ؎

خدا کو بھول گئے لوگ فکر روزی میں
خیالِ رزق ہے رازق کا کچھ خیال نہیں

ایک دوسرے صاحب نے کہا "ما خیتے چرتہ بوزہ یعنی" اے پیٹ مجھے کہیں لے چل" تو میں کاتب الحروف نے یہ رسالہ اظہار حق کے لئے (نہ کہ کسی پارٹی یا لالچ کے لئے) مرتب کیا ۔ اور "حکمۃ ظلال الاملاک لتردید الاشتراک" کے نام سے موسوم کیا ۔

مقصد میرے تین امور پر ہے ۔ اول نصیحت اور خیر خواہی دونوں فریق کے لئے یعنی سرمایہ دار اور غریب مسلمانوں کے لئے ۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ "واحضرت الانفس الشح" الآیہ ترجمہ "اور بخل نفوس کو پیش کیا گیا ہے" ۔

مگر میں اول سرمایہ دار مسلمان بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ آپ اسلامی اخلاص کی غرض سے سوچیں اور فکر کریں ۔ اور جب آپ کو معلوم ہو جائے کہ آپ کے پاس کسی غریب کا شرعی حق ہے تو خدا کے لئے بڑی خوشی سے اسے اپنا حق دیدیں ۔ اور پھر میں غریب مسلمان بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ خدا کے لئے جھوٹے دعوے نہ کریں ۔ اگر آپ کا حق واقعی کسی سرمایہ دار کے پاس ہے تو پھر شرعی حکومت کے ذریعے ایک شرعی قاضی کے پاس آپ شرعی دعویٰ اور فیصلہ کروا سکتے ہیں دیکھو قال الامام ابو یوسف فی کتاب الخراج انہ لا ینتزع شئ من ید احد الا بحق ثابت معروف کذا فی الحادی (۱)

(۱) التنقیح الحامدیۃ ص ۲۷ ج ۲ و رد المحتار باب العشر

والخراج ص ۵۷ (ترجمہ) امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں کہا ہے کہ بیشک کوئی ایک چیز بھی کسی شخص کے ہاتھ سے نہیں لیا جائیگا مگر حق پر جو ثابت معروف و مشہور ہو۔

امر اوّل:۔ نصیحت اور خیر خواہی دونوں فریق کے لئے ہے کہ حرام سے اپنے آپ کو بچائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یاایہا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل پ ۵ نساء ع ۵ (ترجمہ) اے ایمان والو تم اپنے مال کو آپس میں باطل (حرام) سے نہ کھاؤ۔ جیسے چوری۔ غصب اور ٹیکس در سے لینا اور سود۔ خیانت اور دغابازی۔ جواری اور ساز و دہل کی کمائی۔ شراب۔ سور۔ ملاہی۔ رشوت اور جھوٹی گواہی کی کمائی (دولت) وغیرہ ملتقط من ھذہ التفاسیر خازن او معالم البقرہ ص ۱۲۰ صادی بقرہ پ ۲ ع ۲۷ صادی نساء ص ۲۱۲

(۲) واکلہم السحت پارہ ۶ مائدہ ع ۹ (ترجمہ) دوسرا یہودیوں کے بڑے قبیح کاموں میں سے ایک حرام مال کا کھانا تھا (تو بھائی صاحب آپ حرام نہ کھائیں تاکہ آپ قبیح نہ ہو جائیں) اور رسول اکرم نے فرمایا ہے۔ کل لحم نبت بالسحت فالنار اولی بہ (ترجمہ) گوشت جو حرام سے پیدا ہو تو اس پر دوزخ کی آگ بہتر ہے۔

امر دوم۔ اس پر مبنی ہے کہ مندرجہ ذیل آیات پاک کے دلائل سے حلال رزق کھائیں۔

(۱) کلوا مما رزقکم اللہ حلالا طیبا پ ۷ مائدہ ع ۱۵ (ترجمہ) جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال پاک کی ہیں وہ کھائیں۔

(۲) یاایہا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا الخ پ ۲ بقرہ ع ۲۵ (ترجمہ) اے لوگو کھاؤ وہ چیزیں زمین میں جو حلال و پاک ہوں۔

(۳) یاایہا الذین امنوا کلوا من طیبات ما رزقنکم الخ پ ۲ بقرہ ع ۲۱۔ (ترجمہ) اے ایمان والو کھائیں وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال پاک رزق کی ہیں۔

(۴) وکلوا من طیبات ما رزقنکم الخ پ ۹ اعراف ع ۲۰ (ترجمہ) اور کھائیں وہ حلال پاک چیزیں۔ جو ہم نے تمہارے لئے رزق کی ہیں۔

(۵) کلوا من طیبات ما رزقنکم او پ ۱۶ طہ ع ۱۳ (ترجمہ) کھائیں وہ حلال پاک چیزیں جو ہم نے تمہارے لئے رزق کی ہیں۔

فائدہ:۔ لفظ طیب جب لفظ حلال کے ساتھ آوے تو مراد اس سے پاک ہے اور جب اکیلے آوے تو مراد اس کا حلال پاک کا مجموعہ ہے۔ کھانے اور مشروبات میں اور کبھی لذیذ کا معنے بھی دیتا ہے۔ اس وقت ملک عرب میں "بہت ہی اچھا ہے" کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

امر سوم:۔ امر سوم اس بات پر ہے کہ مساوات اور سب ملکیت حکومت کے لئے کرنا۔ یا کسی سے کچھ حصہ لے کر کسی اور کو دینا قطعی حرام ہے۔ بلکہ انفرادی ملکیت حق ہے اسلام ہے اور سب مملکت خدائی کی ثابت شدہ بات ہے۔ دیکھو تخت سلیمان علیہ السلام اور تخت بلقیس وغیرہ وغیرہ۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر انفرادی ملکیت نہ ہوتی تو زکوٰۃ فرض نہ ہوتی۔ تیسری بات یہ کہ میراث کا مسئلہ نہ ہوتا۔ اور نہ پھر سایہ یعنی فطرانہ ہوتا۔ اور نہ پھر حج اور قربانی فرض ہوتی۔ اور نہ نذر مال ہوتا۔ اور نہ مالی کفارتیں ہوتیں۔ اور نہ زمین کا اجارہ ہوتا

اور نہ خراج ہی مہر ہوتا......

حاصل یہ ہوا کہ اگر انفرادی ملکیت نہ ہوتی تو اسلام نہ ہوتا۔ بلکہ بادشاہ کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں اور حرام ہے کہ کسی کا مال (زمین ہو یا مکان یا کوئی اور شئے) زبردستی چھین لی جائے۔

(۱) لیس للامام ان یخرج شیئاً من ید احدٍ اھ فتاوی الامام الغزی التمرتاشی صـ۱۲۱ (ترجمہ) بادشاہ کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کے ہاتھ سے کوئی چیز زبردستی چھین لے۔

(۲) قال الامام ابو یوسفؒ فی کتاب الخراج انہ لاینزع شئ من ید احد الا بحق ثابت معروف کتبہ العمادی اھ التنقیح الحامدیہ ج۲ صـ۲ ردالمختار باب العشر والخراج ج۳ صـ۲۵۰ (ترجمہ) امام ابو یوسف نے اپنی کتاب الخراج میں فرمایا ہے کہ بیشک کوئی چیز بھی کسی کے ہاتھ نہیں لی جائے گی مگر مشہور و معروف حق ثابت ہونے پر

(۳) ذکر عمدۃ الفقہاء السراج الحانوتی انہ لایجوز للسلطان تکلیف الناس الی اثبات ما بایدیھم بالبینۃ ولو کلفھم ذلک ما ابقی شئ بید احد اھ التنقیح الحامدیۃ ج۲ صـ۲ (ترجمہ) معتبر فقہاء وقت نے ذکر کیا ہے جس میں سراج الدین حانوتی بھی شامل ہے۔ کہ بادشاہ کے لئے جائز نہیں۔ (صفحہ ۵ سے ۸ تک نہیں ہے) آخر میں ہے کہ وہ مجبور کرے لوگوں کو ان کے ذریعے کہ مال و متاع جو لوگوں کے ہاتھ میں ہو ان کے پاس نہ رہے تو یہ حرام ہے تو ظاہر ہوا کہ اشتراک اور مساوات حرام ہے۔

(۴) وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ (اجمعھم) لَبَغَوْا (جمیعھم اے طغوا) فِی الْاَرْضِ وَلٰکِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ (فلا یسئل عما یفعل) اھ صاوی صـ۳۹۔ (ترجمہ) اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے رزق فراخ کرتا تو خواہ مخواہ وہ زمین میں سرکشی پر اتر آتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اتنا ہی رزق نازل فرماتا ہے جس قدر وہ چاہے پس اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال نہیں کیا جا سکتا۔ وہ جو چاہے کرتا ہے۔

مخلوقات کا حقیقی بادشاہ اللہ تعالیٰ ہے۔ مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ سے۔

(۱) لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ پارہ ۴ آل عمران ع۱۹ وپ۱۸ نور ع۶ وپ۲۵ شوریٰ ع۵ (ترجمہ) زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

(۲) اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ پ۶ مائدہ ع۶ (ترجمہ) کیا تم نہیں جانتے کہ بیشک زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

(۳) اَلَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پ۹ اعراف ع۲۰ (ترجمہ) وہی اللہ تعالیٰ جس کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی۔

(۴) اِنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْھِنَّ پ۱۱ توبہ ع۱۴ (ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے۔

(۵) لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْھِنَّ الخ پ۷ مائدہ ع۶ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے۔

(۶) وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ پ۲ بقرہ ع۳۲ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی بادشاہی دیدیتا ہے۔

(۷) قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ پ۳ آل عمران ع۳ (ترجمہ) کہہ دیجئے اے رسول پاک کہ اے مالک ارض (کُل) دولت تو دیتا ہے

بادشاہی جسے چاہے اور جس سے چاہے بادشاہی لے لیتا ہے۔

(۸) واٰتاہ اللہ الملک والحکمۃ پ۲ بقرہ ع۳۳ (ترجمہ) داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے بادشاہی اور پیغمبری عطا فرمائی۔

(۹) وجعلکم ملوکا الخ پ۶ مائدہ ع۴ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم میں سے بادشاہ بنائے۔

(۱۰) الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ ان اٰتاہ اللہ الملک الخ پ۳ بقرہ ع۳۵ (ترجمہ) اے تو نہیں دیکھا اس شخص (نمرود) کو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس کے رب کے بارے میں جھگڑتا ہے۔ بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بادشاہی دی تھی۔

مندرجہ ذیل آیہ کریمہ قطعیہ کے دلائل سے اللہ تعالےٰ سب مخلوقات کا مالک حقیقی ہے:۔

(۱) واللہ المشرق والمغرب الخ پ۱ بقرہ ع۱۴ ۔
ترجمہ) مشرق اور مغرب کی ملکیت اللہ تعالےٰ کے لئے ہے۔

(۲) قل للہ المشرق والمغرب پ۲ بقرہ ع۱۶ (ترجمہ) فرما دیجئے اے رسول پاک کہ مشرق اور مغرب کی ملکیت اللہ تعالےٰ کے لئے ہے۔

(۳) بل لہ ما فی السموٰت والارض پ۱ بقرہ ع۱۴ ۔
(ترجمہ) بلکہ خدائے تعالیٰ کے لئے ہے ملکیت ان سب چیزوں کی جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں موجود ہیں۔

(۴) لہ ما فی السموٰت وما فی الارض پ۳ بقرہ ع۳۴ سورہ نساء ع۲۳ (ترجمہ) اللہ تعالےٰ کے لئے ملکیت ان چیزوں کی جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔

(۵) وللہ ما فی السموٰت وما فی الارض پ۳ بقرہ ع۔ پ۴ آل عمران ع۔ پ۵ نساء ع۔ (ترجمہ) اللہ تعالےٰ کیلئے ملکیت ان سب چیزوں کی جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔

(۶) فان للہ ما فی السموٰت والارض الخ پ۵ نساء ع۲۳ (ترجمہ) پس بیشک اللہ تعالےٰ کے لئے ہے ملکیت ان چیزوں کی جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔

(۷) الا ان للہ ما فی السموٰت والارض پ۱۸ نور ع۹ پ۱۱ یونس ع۶ (ترجمہ) خبردار بیشک اللہ تعالےٰ کے لئے ہے ملکیت ان سب کی جو آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں۔

(۸) اللہ الذی لہ ما فی السموٰت وما فی الارض۔ پ۱۳ ابراھیم ع۱ (ترجمہ) اللہ تعالےٰ وہ ذات ہے جس کیلئے ملکیت ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

(۹) لہ ما فی السموٰت وما فی الارض پ۱۷ حج ع۸ ۔
(ترجمہ) اللہ تعالےٰ کے لئے ملکیت ان چیزوں کی جو آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں۔

(۱۰) لہ ما فی السموٰت والارض وما بینھما وما تحت الثرٰی پ۱۶ طٰہٰ ع۱ (ترجمہ) اللہ تعالےٰ کے لئے ہے ملکیت ان سب چیزوں کی جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے۔ اور جو کچھ زمین کے اندر ہے۔

(۱۱) قل لمن ما فی السموٰت والارض قل للہ پ۷ انعام ع۲ (ترجمہ) کہدیجئے اے حبیب پاک کہ کس کے لئے ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی۔ فرما دیجئے کہ اللہ تعالےٰ کے لئے ہے۔

(۱۲) الا ان للہ من فی السموٰت ومن فی الارض پ۱۱ یونس ع۷ خبردار بیشک اللہ تعالےٰ کے لئے ہے ملکیت ان سب کی جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔

(۱۳) ولہ من فی السموٰت والارض پ۱۷ انبیاء ع۲۔

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ملکیت ان سب کی جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔

(۱۴) قل لمن الارض ومن فیہا ان کنتم تعلمون ۰ سیقولون للہ ۔ پ۱۸ مومنون ع۵ ۔ (ترجمہ) کہدیجئے اے رسول پاک کہ کس کے لئے ہے ملکیت زمین کی اور جو کچھ اس میں ہیں۔ بشرط اس کے کہ وہ جانتے ہوں تو وہ بہت جلد کہہ دیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

پس سمجھ جائیں جبکہ بہت سی آیاتوں سے ثابت ہوا کہ حقیقی بادشاہ اللہ تعالیٰ ہے اور دیگر بہت سی آیاتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ سب کائنات اور چیزوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے تو پھر جب اس بادشاہ اور مالک نے مساوات اور اشتراکیت باطل قرار دی ہے اور شخصی اور انفرادی ملکیت وہ آیاتِ کریمہ سے ثابت کی ہے۔ تو پھر کسی کا اعتراض اس پر نہیں کہ اس نے بعض کو مالدار اور بعض کو فقیر و نادار کسی کو بہت سی دولت کا مالک اور کسی کو کچھ تھوڑے کا۔ کسی کو مالک اور کسی کو نوکر بعض کو حاکم اور بعض کو محکوم وغیرہ وغیرہ بنایا ہے۔ کیونکہ وہی حقیقی بادشاہ اور مالک ہے۔

اس تفریق سے دنیائے عالم کا نظام اور مساوات اور اشتراکیت میں نظام عالم کا فساد ہے جو کہ مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ کی تفسیر سے ثابت ہے۔ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ اھ

(ترجمہ) پس بنایا ہے ہم نے ایک مالدار اور ایک فقیر۔ ایک مالک اور ایک نوکر۔ ایک تندرست اور دوسرا ضعیف ایک کو حاکم اور دوسرے کو محکوم۔ ایک خادم اور دوسرا مخدوم تاکہ نظام عالم ٹھیک اور صحیح طور سے چلے۔ اگر سب مخلوق ان سب احوال میں برابر ہوتے تو کوئی بھی کسی کی خدمت نہ کرتا اور اس سے نظام عالم خراب ہو جاتا۔ نیز فساد عالم کا سبب بنتا۔ صحیح نظام یہی ہے کہ بعض دوسرے بعضوں کو اپنے کاموں میں مستعمل کرتے ہیں۔ اور ان سے خدمت لیتے ہیں۔ بعض مالدار لوگ اپنے مزدوروں اور فقیروں کو ان کی عمل اور خدمت کے عوض ادا کرتے ہیں۔

(۲) ترجمہ:۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کے لئے رزق فراخ کرتا تو خواہ مخواہ سب نافرمانی کرتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ مگر اللہ تعالیٰ دیتا ہے ایک مخصوص مقدار میں جو وہ چاہتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال نہیں کر سکتا اس کام کے بارے میں جو وہ کرتا ہے۔

(۳) ترجمہ:۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اور بنی آدم سب کافر ہوتے تو خواہ مخواہ ان لوگوں کے لئے جو کافر ہوتے ان کے مکانوں کی چھتیں چاندی کی ہوتیں اور سیڑھیاں بھی چاندی کی جس پر وہ چڑھتے اوپر چھت پر اور مکان کے دروازے بھی چاندی کے۔ تخت ان کے چاندی کے جس پر وہ تکیہ کرتے۔

اب سلسلہ وار آیۂ کریمہ لکھیں:۔

۱۔ زیادہ مالدار اور کم مالدار کی بابت

(پ۲۵) نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۰ پ۲۵ یونس ع

(ترجمہ) ہم نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) تقسیم کئے ہیں اپنی مخلوق کے درمیان زندگی کی اشیاء اس دنیا میں۔ اور ہم نے بعضوں کے درجات بعضوں پر بلند کئے ہیں اس لئے کہ کوئی کسی کا مسخرہ نہ بن جائے۔

۲۔ دیکھو مساوات باطل ہوا اور فرق صحیح ہے۔

(۱۲ رحم) ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکن ینزل بقدر ما یشاء انہ بعبادہ خبیر بصیر ہ پ ۲۵ شوریٰ رکوع ۳۔

(۱۳ رحم) قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِہِ اسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰہِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ پ ۹ اعراف ع ۱۵۔

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اپنے رب سے مدد کی طلب کریں۔ بیشک زمین اللہ تعالیٰ کی ہے اور جسے اپنے بندوں میں سے چاہے دیدیتا ہے۔

(۳) (رحم) وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ (الی قولہ) وَاسْئَلُوا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ پ ۵ ع ۲

(ترجمہ) آرزو (امید) نہ کریں اس مال کی جس سے اللہ تعالیٰ نے تم میں سے کسی کو نوازا ہے بعضوں کو بعضوں پر بلکہ اللہ تعالیٰ سے سوال کریں اس کی فضل کی۔

(۴) (رحم) وَاللّٰہُ فَضَّلَ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ فَمَا الَّذِیْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّیْ رِزْقِھِمْ عَلٰی مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَھُمْ فِیْہِ سَوَآءٌ پ ۱۴ نحل ع ۱۰

(ترجمہ)

(۵) (۱۶ رحم) ضَرَبَ لَکُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ھَلْ لَّکُمْ مِّنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ شُرَکَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰکُمْ فَاَنْتُمْ فِیْہِ سَوَآءٌ پ ۲۱ روم ع ۴

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک مثال بیان کی ہے۔ آپ ہی میں سے۔ کیا تم میں سے کوئی ہے جس کا کوئی برابر کے شریک ہو مال میں اس کے غلاموں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہے۔

(۶) (رحم) ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْکًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰہُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَھُوَ یُنْفِقُ مِنْہُ سِرًّا وَّجَھْرًا ھَلْ یَسْتَوٗنَ ہ پ ۱۴ نحل ع ۱۰

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان کی ہے کہ ایک غلام جو کسی مال پر قادر نہیں ہے جبکہ دوسرا وہ جسے ہم نے اپنی طرف سے بہت مال دیا ہے پس وہ خفیہ اور ظاہر طور پر خرچ کرتا ہے۔ تو کیا یہ دونوں برابر ہیں۔

ایک آقا اور غلام کا فرق اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

(۷) (۸ رحم) فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ الخ پ ۴ نساء ع ۱

(ترجمہ) پس اس شرط پر کہ آپ اگر ڈرتے ہیں کہ انصاف نہ کرسکو گے درمیان عورتوں کے جو ایک منکوحہ بیوی ہے۔ اور دوسری کنیز بغیر نکاح کے۔

(۸) (۱۹ رحم) حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ (الی قولہ) وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ پ ۵ نساء ع ۱

(ترجمہ) حرام ہیں تم پر تمہاری مائیں اور دوسری منکوحہ عورتیں مگر حرام نہیں ہیں تم پر اپنی کنیزیں بلا نکاح کے

(۹) (۲ رحم) مِّنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ الخ پ ۵ نساء ع ۱

(ترجمہ) پس نکاح کرلیں کسی اور کی کنیز سے جو مسلمان ہوں۔

(۱۰) (رکوع ۳) وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (الی قولہ) وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ الخ پ ۵ نساء ع ۲

(ترجمہ) اور نیکی کریں اپنے والدین سے اور غلاموں سے۔

(۱۱) (رکوع ۱) وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ہ پ ۱۸ مومنون ع ۱

(ترجمہ) اور نیک وہ لوگ ہیں جو اپنے فرجوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی منکوحہ بیویوں سے اور کنیزوں سے بغیر نکاح کے۔

(۱۲) (رکوع ۱۰) وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ (الی قولہ) اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُنَّ الخ پ ۱۸ نور ع ۴

(ترجمہ) اور ظاہر نہ کریں اپنی زینت مگر اپنے شوہروں کو اور اپنے غلاموں کو۔

(۱۳) (رکوع ۱۲) وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ الخ پ ۱۸ نور ع ۴

(ترجمہ) اور نکاح کریں بے نکاح عورتوں سے جو آپ ہی میں سے ہیں۔ اور نکاح کر لیں اپنے صالح غلاموں سے عورتیں اور کنیزوں سے مرد۔

(۱۴) (رکوع ۸) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ الخ پ ۱۸ نور ع ۸

(ترجمہ) اے ایمان والو! آپ میں سے غلام اپنے آقا کے گھر میں داخل ہوتے کی اجازت طلب کریں۔

(۱۵) (رکوع ۶) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ۔ پ ۲۲ احزاب ع ۶ -

(ترجمہ) اے نبی علیہ السلام بیشک ہم نے آپ کے لئے منکوحہ بیویاں حلال کی ہیں۔ جن کا آپ نے مہر دیا ہے اور حلال کی ہیں وہ جو آپ کی کنیز ہیں بے نکاح۔

(۱۶) (رکوع ۶) لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ ہ پ ۲۲ احزاب ع ۶

(ترجمہ) آپ کے لئے حلال نہیں ہیں بیویاں نو سے زیادہ اور جائز نہیں کہ آپ اپنی بیوی کو بدل لیں بعوض اور عورتوں کے اگرچہ ان کی خوبصورتی آپ کو تعجب میں ڈال دیں۔ مگر حلال ہیں آپ کے لئے اپنی کنیز۔

(۱۷) (رکوع ۶) قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ پ ۲۲ احزاب ع ۶

(ترجمہ) تحقیق سے ہم کو معلوم ہیں وہ چیزیں جو ہم نے مقرر کی ہیں ان پر ان کے نکاح شدہ عورتوں کے بارے میں اور وہ چیزیں جو ہم نے مقرر کی ہیں ان کی کنیزوں کے حق میں۔ یہ خدائی تقسیم ہے کہ کوئی سرمایہ دار ہے اور کوئی فقیر۔

(۱۸) (رکوع ۲۹) نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ

(ترجمہ) ہم نے تقسیم کی ہیں ان کے درمیان چیزیں ان کی زندگی کے۔

(۱۹) (رکوع ۳) اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ہ پ ۲۱ روم ع ۴

(ترجمہ) اے آپ نہیں دیکھتے۔ کہ بیشک اللہ تعالیٰ فراخ کرتا ہے رزق مال ان کے لئے جسے وہ چاہے اور کم کرتا ہے۔ ان کے لئے جسے چاہے۔ بیشک اسی میں دلائل ہیں۔

اس قوم کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

(۲۰) (رکوع ۳۹) قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ۰ پ۲۲ سبا ع

(ترجمہ) فرما دیجئے اے حبیب پاک کہ میرا رب وہ ہے جو فراخ کرتا ہے رزق اس کے لئے جسے چاہے اور تنگ کرتا ہے رزق اس کے لئے جسے چاہے۔

(۲۱) (رکوع ۴۲) قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۰ پ۲۲

(ترجمہ) فرما دیجئے اے حبیب پاک۔ کہ بیشک میرا رب فراخ کرتا ہے رزق، اس کے لئے جسے چاہے اور تنگ کرتا ہے رزق اس کے لئے جسے چاہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(۲۲) (رکوع ۴۳) وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۰ پ۲ بقرہ ع۳۲

(ترجمہ) اور اللہ تعالٰے رزق تنگ کرتا ہے اور فراخ کرتا ہے۔ اور اسی کی طرف سب لوگ رجوع کرینگے۔

(۲۳) (رکوع ۴۴) اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ پ۱۳ رعد ع و پ۲۱ عنکبوت ع

(ترجمہ) اللہ تعالٰے فراخ کرتا ہے رزق اس کے لئے جسے چاہے۔ اور تنگ کرتا ہے جسے چاہے۔

(۲۴) (رکوع ۴۵) وَیْکَاَنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ ۰ پ۲۰ قصص ع

(ترجمہ) تعجب ہے۔ بیشک اللہ تعالٰے رزق اس کے لئے فراخ کرتا ہے جسے چاہے۔ اور تنگ کرتا ہے رزق اس کے لئے جسے چاہے۔

(۲۵) (رکوع ۴۶) وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ
پ۲ بقرہ ع۲۶

(ترجمہ) اللہ تعالٰے جس کو چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

(۲۶) (رکوع ۴۷) وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ پ۳ بقرہ ع۲۶

(ترجمہ) اور آپ رزق دیتے ہیں بے حساب اس کو جسے آپ چاہیں۔

اغنیاء اور فقراء

(۲۶) (رکوع ۴۸) وَمَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ وَمَنْ کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْکُلْ بِالْمَعْرُوْفِ پ۴ نساء ع

(ترجمہ) اور وہ جو غنی ہیں اپنے آپ کو یتیموں کے مال سے جان کو بچائیں۔ اور وہ جو فقیر ہیں اور یتیموں کو تربیت کرتے ہیں۔ تو وہ ایک نیک اور اچھے طریقے سے کھائیں۔

(۲۷) (رکوع ۴۹) اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِہِمَا پ۵ نساء ع۲۰۔

(ترجمہ) اگر وہ غنی ہو یا فقیر پس اللہ تعالٰے ان دونوں سے بہتر ہے۔

(۲۸) (رکوع ۵۰) لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ (الیٰ قولہ) اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَکَ وَھُمْ اَغْنِیَآءُ التوبہ ع

(ترجمہ) نہیں ہے ضعیفوں پر (بوڑھے ہوں یا چھوٹے وغیرہ) اور نہ مریضوں پر اور نہ ان پر جو نہیں پاتے دولت کو کہ جہاد میں خرچ کریں۔ اور جہاد میں شریک نہ ہونے پر کچھ حرج اور حال یہ ہے کہ وہ غنی ہیں۔

غنی صدقہ دینے والا اور فقیر مقابل میں

(۲۹) (رکوع ۵۱) اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ الخ
پ۱۰ توبہ ع (ترجمہ) بیشک زکوٰۃ فقراء اور مساکین کیلئے ہے۔

(۳۰) إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ پ۳ ع۵

(ترجمہ) کیا بہتر ہے وہ جو صدقات ظاہر دیتے ہیں یا چھپ کر۔ اور وہ جو فقراء کو دیتے ہیں پس یہ ثواب میں زیادہ بہتر ہے۔

(۳۱) وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ پ۳ ع۶ (ترجمہ)

(۳۲) وَلِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ پ۴ نساء ع۲

(ترجمہ) اور مردوں کے لئے حصہ ہے اس مال کا جو والدین چھوڑ جاتے ہیں اور اقرباء اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس مال میں سے۔

تو ظاہر ہوا کہ اگر انفرادی ملکیت نہ ہوتی اور اشتراکیت ہوتی تو میراث نہ ہوتی۔ میراث کا رکوع نہ ہوتا اور نہ میراث کا مسئلہ ہوتا۔

(۳۳) وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ پ۳ بقرہ ع۳۸

(ترجمہ) اگر آپ توبہ کریں (سود کرنے سے) تو آپ کے لئے ہے۔ اصل مال جو آپ کا ہے۔

(۳۴) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا پ۴ ال عمران ع۱۲

(ترجمہ) بیشک وہ لوگ جو کافر ہوئے۔ ان کی دولت اور نہ ان کی اولاد۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتی کوئی چیز بھی۔

دیکھو کافر کی انفرادی ملکیت قرآن کریم نے ثابت کردی

(۳۵) فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ الخ پ۴ ال عمران ع۲۰

(ترجمہ) وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے مکانوں سے ہجرت پر مجبور کئے گئے (دیکھو انفرادی ملکیت ثابت ہوئی)

یتیم اور اولیاء

(۳۶) يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ الخ پ۲ بقرہ ع۱۱

(ترجمہ) سوال کرینگے آپ سے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ یتیموں کے مال کے بارے میں۔ آپ فرما دیجئے کہ ان کے مال کی اصلاح بہت ہی بہتر ہے اور اگر یتیموں کے مال کو اپنے مال سے ملاتے ہیں تو آپ کے بھائی ہیں (یعنی ملانا جائز ہے) حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے فساد کرنے والوں کو علیحدہ اصلاح کرنے والوں سے۔ ان کی جزاء مناسب ہوگی۔

(۳۷) وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ پ۴ نساء ع۱

(ترجمہ) یتیموں کو ان کا اپنا مال دیدیں۔ اور تبدیل نہ کریں اپنے خبیث مال کو ان کے پاک مال سے۔ اور ان کے مال اپنے مال سے اکٹھا نہ کھائیں۔

(۳۸) إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا پ۴ ع۱

(ترجمہ) بیشک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں کوئی اور بات نہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ وہ اپنے پیٹ میں دوزخ

کی آگ ڈالتے ہیں۔

(۳۹) فَادْفَعُوْا اِلَیْھِمْ اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَاْکُلُوْھَا اِسْرَافاً وَّ بِدَاراً اَنْ یَّکْبَرُوْا الخ پ۴ نساء ع۱

(ترجمہ) پس دے دیں یتیموں کو مال ان کا اور مت کھائیں ان کا مال بے اتفاقی سے اور جلدی میں اس ڈر سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے۔

(۴۰) وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ پ۱۵ بنی اسرائیل ع۴

(ترجمہ) اور نہ ہوں نزدیک یتیموں کے مال کو بلکہ اس طریقہ سے جو نیک ہو۔ اس وقت تک جب وہ بلوغ تک پہنچ جائیں۔

خدائے تعالیٰ ہر شئے کا رازق ہے اور خاندانی منصوبہ باطل ہے۔ ان آیہ کریمہ سے۔ پس اشتراکیت اور مساوات بھی باطل ہیں۔

(۴۱) کاٗین من دابۃ لاتحمل رزقھا اللہ یرزقھا وایاکم پ۲۱ عنکبوت ع۶

(ترجمہ) بہت سے حیوان ایسے ہیں جو اپنے رزق کو پیدا نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ان کو رزق دیتا ہے اور آپ کو بھی۔

(۴۲) وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا الخ پ۱۲ ع۱ (ترجمہ) اور نہیں ہے کوئی حیوان زمین میں مگر اللہ تعالیٰ پر ہے اس کا رزق اس کے فضل سے۔

(۴۳) لَا تَقْتُلُوْا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاھم الخ پ۸ ع۱۹

(ترجمہ) اپنی غریبی کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کریں ہم (اللہ تعالیٰ) رزق دیتے ہیں۔ ان کو اور آپ کو۔

(۴۴) لا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقکم وایاکم۔ پ۱۵ ع۴

(ترجمہ) بہت ہی غریبی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کریں ہم رزق دیتے ہیں ان کو اور آپ کو۔

(۴۵) وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَھُمُ اللہُ پ۵ ع۶

(ترجمہ) اور نفقہ کریں اس مال کو اے اولیاء جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے۔

(۴۶) وجعلنا لکم فیھا معایش ومن لستم لہ برازقین پ۱۴ حجر ع۲

(ترجمہ) اور ہم نے زمین میں آپ کے لئے رزق کے اسباب مہیا کئے ہیں اور ان کے لئے جن کے تم رزق رساں نہیں ہو۔

(۴۷) ومما رزقنٰھم ینفقون پ۹ انفال ع۱ و پ۲۱ سجدہ ع۲

(ترجمہ) اور بعض اس مال میں سے جو رزق کا ہے ہم نے ان کے لئے نفقہ کئے ہیں۔

(۴۸) وَانفقوا مما رزقکم اللہ پ۲۳ ع۴

(ترجمہ) اور نفقہ کریں اس مال میں سے جو رزق کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے۔

(۴۹) وانفقوا مما رزقنٰھم سرا وعلانیۃ پ۱۳ رعد ع۳ وابراھیم ع۵ و پ۲۲ فاطر ع۴

(ترجمہ) اور نفقہ کریں اس مال کو جو ہم نے دیا ہے ان کو خفیہ طور سے اور ظاہر۔

(۵۰) یاایھا الذین اٰمنوا انفقوا مما رزقنٰکم الخ پ۳ بقرہ ع۳۴ (ترجمہ) اے وہ لوگو جو ایمان والے ہو نفقہ کریں اس مال کو جو ہم نے تمہارے لئے رزق کیا ہے۔

خاتمہ

ثم احد من الخلق لا یقدر علی تغییر حکمنا دلا علی الخروج من قضائنا۔ خازن و معالم پ ۲۵ ص ۱۱۳ و ابوالسعود زخرف ص ۶۵

وترجمہ) پس کوئی ایک بھی تم میں سے قادر نہیں کہ ہمارے حکم میں تغیر کرے اور نہ وہ قادر ہے کہ

تذکرہ علماء و مشائخ سرحد
حصہ دوم

اس کتاب میں صوبہ سرحد کے اضلاع پشاور مردان اور ہزارہ کے ۱۰۷ علماء و مشائخ کی دینی اور سیاسی خدمات اور زندگی کے حالات کا ذکر ہے

اس کتاب کو پاکستان آرٹ کونسل کی طرف سے پہلا انعام مل چکا ہے

معیاری کتابت۔ آفسٹ طباعت۔

۲۶۵ صفحات۔ سنہری ڈائیوں سے مزین جلد۔

کاغذ سفید۔ قیمت صرف ۱۸/- روپے۔

ملنے کا پتہ { مکتبہ الحسن یکہ توت پشاور
عظیم پبلشنگ ہاؤس خیبر بازار۔ پشاور

ہوٹل سلاطین اینڈ ریسٹورنٹ
(ائیر کنڈیشنڈ)

سینما روڈ۔ پشاور شہر

مٹن لیگ روسٹ۔ چانپ روسٹ۔ چکن تندوری۔ مرغ مسلم۔ چکن تکہ اور

☆ چکن کباب ☆

اور دیگر پاکستانی اور انگریزی کھانوں سے لطف اٹھائیں

اسرارِ حج

قسط دوم

مولانا انوار الحق صاحب بی۔ اے کیمبل پوری

اللہ تعالیٰ جہت کی قید سے منزہ ہے مگر آپ اسے جس طرف بھی سجدہ کریں گے۔ وہ ضرور جہت اور سمت سے مقید ہو کر اسی اعتراض کا مورد بن جائیگا۔ اسی لئے جہت کعبہ کو کعبہ کی پرستش کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کی عبادات میں توافق اور یک جہتی پیدا کرنے کیلئے متعین کیا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ خانۂ کعبہ کو حج کے لئے اس لئے مقرر کیا گیا کہ یہی وہ پہلا گھر ہے۔ جو صفحۂ زمین پر خدا کی عظمت و کبریائی کے اظہار کے لئے بنایا گیا۔ یہی وہ مقام ہے کہ جو مشیت ایزدی نے تخلیق انسانی سے پہلے ہی سلطنت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تبلیغ و اشاعت کا مرکز قرار دیا تھا۔ اور اسی لئے نقیب اول حضرت آدم علیہ السلام کے ہبوط کے ساتھ ہی اس مرکز دعوت و تبلیغ کی بنیاد رکھ دی گئی۔

اب مسلمان جو کنتم خیر امۃ کا فرد ہے اور جس کا کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا تبلیغ اسلام اور اشاعت دین ہے اس کا خانہ کعبہ کو جانا گویا اپنے مرکزی دفتر میں حاضر ہونا ہے یہی وہ مقام وسط ہے جسے سرۃ الارض سے ملقب کیا گیا ہے۔ اور جو دائرہ عمرانی کا مرکز ہے اب امت وسط کی طرف جانا گویا اپنے مرجع کی طرف لوٹنا ہے حاشا و کلا مسلمان ذات اقدس کو کعبہ میں مقید نہیں سمجھتے بلکہ وہ تو اسے ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھتے ہیں۔ ہاں وہ اسے اس قاہر خدا کی ہر آیت سمجھ کر وہاں پر انوار و برکات مخصوصہ کو متجلی دیکھتے ہیں۔

جس طرح سورج ہر ایک چیز میں جلوہ گر ہے مگر آئینہ یا کوئی اور شفاف چیز سورج کی نورانیت کو زیادہ منجذب کر کے منعکس کرتی ہے اس سے آئینہ کے اندر سورج کا مقید ہونا لازم نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ تعین زمان و مکان کے بعد انسان کا دل توجہ کاملہ کے ساتھ اپنے مقصود کی طرف منعطف ہوتا ہے اسی لئے حج کے اندر تعین زمان کے ساتھ تخصیص کر دی گئی۔

اور کعبہ معظمہ اللہ تعالیٰ کی کیوں آیت فخیم ہے اس کے متعلق کچھ تو میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں اور کچھ اور تفصیل کئے دیتا ہوں اب عرب کے صحرا پر نظر دوڑائیں۔ پھر اس میں مکہ معظمہ کی سنگلاخ زمین کو غور سے دیکھیں اور پھر اس کے اندر اس بیت العتیق پر نظر ڈالیں جسے رب العزت نے ابتدائے آفرینش سے مقدس و معظم ٹھہرایا۔

انقلابات زمانہ نے بحر و بر اور کوہ و دشت تک میں تبدیلیاں کر دیں دنیا کے دوسرے مقدس مقامات متعدد بار منہدم ہوئے اور بے تعداد دفعہ انہیں اپنوں نے بنایا اور غیروں نے بگاڑا مگر یہ شرف اسی گھر کو حاصل ہے کہ آج پانچ ہزار سال سے کسی غیر قوم کو اس کے منہدم کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ابرہہ طوفان کی طرح آیا اور گھاس کی طرح روند دیا گیا۔ اسی طرح کسی دشمن نے بھی اس کی طرف اگر نظر بد اٹھائی تو وجود درکنار آنکھ ہی کا فیصلہ کر دیا گیا۔ اس کی حفاظت اسی لئے کی گئی کہ یہ سید الانبیاء کا مرکز تبلیغ تھا جس طرح رحمۃ للعالمین کے ساتھ واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ اور آپ کے پیغام ذکری للعالمین کے ساتھ وانا لہ لحافظون کا اقرار تھا اسی طرح کعبہ مبارکہ کو جو ہدی للعالمین ہے اغیار کی دست برد سے محفوظ رکھا گیا۔

کعبۃ اللہ کو دیکھ کر قوت ایمانی میں اضافہ اور سطوت خداوندی کا ایقان ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر رب العزت نے ربوبیت عظمیٰ کا وہ مظاہرہ فرمایا کہ العظمت اللہ۔

جب انسان چاہ زمزم کو دیکھتا ہے تو وہ وقت آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے کہ جب ایک ننھی سی جان جھلستی ہوئی دھوپ میں پیاس کی وجہ سے

تڑپ پیدا ہوتی ہے تو عالم ملکوت میں اس کی کرب و بےچینی تلاطم برپا کر دیتی ہے۔ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سرچشمہ کی ایڑیوں کی رگڑ سے وہ چشمہ بہا دیا جاتا ہے کہ جو آج کروڑوں انسانوں کو سیراب کر رہا ہے۔ اور جس کا پانی صرف سیراب ہی نہیں کرتا بلکہ غذا اور شفا بھی ہے۔ اور ڈبوں کنستروں میں بند ہو کر دنیا کے اطراف و اقطار میں پہنچتا ہے مگر عقب اسماعیل نے ایسا لوننگ کیا کہ اس میں ایک اپنچ بھی کمی نہیں آتی۔

عزیزو! جب آپ کو رب العزت حج کی سعادت عطا فرمائے تو تین چیزوں پر خصوصیت سے غور کرو۔ ایک تو زمزم کا اخراج دیکھو اور پھر دیکھو کہ ایسے خشک اور بے آب علاقہ میں پانی ذرا بھی کم نہیں ہوتا۔

دوسرے حرم شریف کو دیکھو کہ دس ہزار آدمی ہیں تو بھی بھرا معلوم ہوتا ہے اور اگر ایک لاکھ ہے تو بھی کوئی شکایت نہیں کرتا۔ کہ مجھے با جماعت نماز نہ ملی۔ اسی واسطے بعض علماء کا یہ قول کہ صحن حرم رحم کی طرح بڑھتا اور گھٹتا ہے حقیقت کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔

تیسرے طواف کعبہ میں عورتوں اور مردوں کا قریب قریب ساتھ ہوتا ہے مگر جس طرح ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضور اکرمؐ سے ایک دفعہ استفسار فرمایا تھا کہ حضور جب قیامت میں سب لوگ ننگے ہوں گے تو کیا ایک دوسرے پر نظر پڑ کر شرم و حیا کا باعث نہ بنے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ وہاں ہر ایک شخص کو اپنی حالت دوسرے کی طرف نظر کرنے سے بے نیاز کر دے گی بعینہ یہی حالت مطاف میں ہوتی ہے۔ کسی کو یہ خیال تک نہیں آتا کہ میرے ساتھ مرد جا رہا ہے یا عورت، بچہ جوان ہے یا بڑھیا، حسین ہے یا قبیح۔ ہر ایک شخص پر جلال خداوندی کا ایسا رعب چھایا ہوا ہوتا ہے کہ لکل امرئٍ منہم یومئذٍ شان یغنیہ کا نمونہ دکھائی دیتا ہے۔

ہاں تو یہ عرض کر رہا تھا کہ زمزم کی آیت شریفہ کو دیکھو کہ کس طرح الوہیت عظیمہ کا اظہار ہے پھر جب صفا و مروہ پر نظر پڑتی ہے تو ہائے نامداری جدہ مقدسہ کی بیقراری اور بےچینی آنکھوں میں پھر جاتی ہے۔ جگر گوشہ مطہر جو نور مطلق کا ظرف لطیف ہوتے ہیں ان کی بےچینی سے بےچین ہو کر دیوانہ وار پانی کے لئے سعی فرماتی ہیں، نور محمدی کی حفاظت کے لئے یہ دوڑ ایسی پسند آتی ہے کہ صفا و مروہ کو شعائر اللہ قرار دیدیا جاتا ہے۔ غرضیکہ کعبہ مکرمہ کا چپہ چپہ آیات باہرہ کا مظہر بننے کے علاوہ ہر پھر کر لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کا سبق پڑھاتا چلا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ توراۃ نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ خدائے بزرگ و برتر نے طور سینا سے تجلی فرمائی اور اس کا نور ساعیر سے چمکا اور جبل فاران سے ظاہر ہوا۔ اس لئے اس کے ظہور عظمت اور تجلیات بے حجاب کو کعبہ مکرمہ میں ہی دیکھا جا سکتا ہے ؎

پرسید یکے کہ عاشقی چیست ⁂ گفت چوں ما شوی بدانی

پھر خانہ کعبہ چونکہ وادی بطحا میں واقع ہے جہاں نہ سبزی ہے نہ روئیدگی نہ باغ ہے نہ ہریالی۔ بنجر و ویران مقام، سنگلاخ قطعہ، حرارت بے حد، تمازت زیادہ، قلت آب و طعام، اس پر بھی بازاروں میں میووں کی فراوانی، انواع نعمت کی بہتات، مخلوقات خداوندی کا والہانہ انجذاب، انسان کی باطنی آنکھوں کے لئے سرمۂ بصیرت ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کبریائے لایزال کے غلبہ و کمال اور جلال و جمال کا وہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ باید و شاید۔

اور پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جس قدر گل مقصود کو حاصل کرنے کے لئے کانٹوں سے دوچار ہوتا ہے اور جس قدر گنج مراد کے حصول میں اژدہاؤں سے برسر پیکار ہوتا ہے اسی قدر وہ مقصود وقیع ہوتا ہے۔ گنج بے رنج کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ چنانچہ جب حاجی عرب کے بے آب و گیاہ صحرا کو جلتی ہوئی دھوپ اور جھلستی ہوئی آندھیوں میں طے کرتا ہے تو ابتلاء و امتحان کے بعد جب گوہر مقصود ہاتھ آتا ہے تو غایت سرور سے مسجد حرام میں سر بسجود ہو کر فرحت و مسرت کے آنسو بہاتا ہے پیتا ہے۔

جملہ سختی ہاست بہر امتحان ⁂ بالمکارہ حفت الجنۃ بخواں

ہیچ دولت در جہاں بے رنج نیست ⁂ زانکہ جز ویرانہ جائے گنج نیست

گویا کہ حاجی کو ویرانہ عرب کے اندر گنج ایمانی سے مالا مال کر دیا جاتا ہے۔ نیش غم کے بعد نوش مقصد سے نوازا جاتا ہے۔ اور مغیلان عرب کے خار گل مراد سے ہمکنار

کر دیتے ہیں ؎

پھر اٹھا ولولۂ یادِ مغیلانِ عرب ۔ پھر کھنچا دامنِ دل سوئے بیابانِ عرب
باغِ فردوس کو جاتے ہیں ہزارانِ عرب ۔ ہائے صحرائے عرب ہائے بیابانِ عرب

اس جگہ شاید کسی کو یہ خیال پیدا ہو جائے کہ جب مجاورت کعبہ اس قدر معظم ہے تو پھر باری تعالیٰ جل شانہٗ نے حاجیوں پر مکہ معظمہ کی سکونت کو کیوں فرض قرار نہ دیدیا۔ تاکہ وہ ہمیشہ اس کے جوار سے متمتع ہوتے۔ اور حسرت فراق کے صدموں سے محفوظ رہتے۔

(جواب) اگر اللہ تعالیٰ حجاج کے لئے سکونت مکہ فرض کر دیتا تو دنیا کے دوسرے بہت سے مصالح اختلال پذیر ہو جاتے۔ حسرت فراق حسرت کے پورا ہونے سے ہزار درجہ بہتر ہے کیونکہ فراق کعبہ کی زندگی حقیقت میں مجاورت کعبہ ہی ہے پھر اگر سب علماء و صلحا اور امراء و اغنیاء یہاں آ کر مقیم ہو جاتے تو پھر ترویج اسلام، دفاع مملکت اسلامیہ اور اشاعت دین کون کرتا۔ پھر دوسرے اطراف میں خدا پرستی کیسے پھیلتی۔ اور پھر ہو سکتا ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ احترام کعبہ کی کمی خسران و عذاب کا باعث بن جاتے یا اور کسی قسم کی غفلت و ذلت مقہوریت کا سبب ہو جاتے۔ اس لئے کعبہ کی پرشوق دوری دوامی حضوری سے اچھی ہے ؎

ہم نشینم بجمال تو و باخویش خوشم ۔ کیں خیالیست کہ در پیچ غم ہجر آتش نیست
قرب بے روح است مرا با تو بہ بُعد مبرّی ۔ ہم چو در عشق نبی حالت ویس قرنی

اب جوں جوں حاجی خدا کے گھر کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ اس کے دل کی دنیا نہایت تیزی کے ساتھ پاکی سے بدلنا شروع ہو جاتی ہے۔ وہ سب دشنام جنگ و جدال اور جھگڑا و فساد سے بچنے کی پوری کوشش کرتا ہے اور ہر قدم پر وہ اپنے آپ کو ظاہراً اور باطناً ایک پاکیزہ مسلمان بنانے کی سعی کرتا ہے کیونکہ اب وہ اس گھر کے قریب ہو رہا ہے جس کا مالک اس کی ہر ہر حرکت و سکون سے پورا واقف ہے۔ اور جس پر اس کی نیت و ارادہ تک مخفی نہیں۔

اب جبکہ حاجی ایک حصہ سفر کا ختم کر کے ان مقامات پر پہنچتا ہے جنہیں فقہ کی اصطلاح میں مواقیت کہا جاتا ہے یعنی ذوالحلیفہ، جحفہ، قرن، یلملم اور ذات عرق اور جہاں سے آفاقی کو بغیر احرام کے اندر داخل ہونا ناجائز ہوتا ہے ان میں سے جس میقات پر گذر ہو وہاں غسل کرے۔ اپنا ملکی اور قومی لباس اتار ڈالے اور صرف دو پاک اَن سلی چادریں اوپر اور نیچے استعمال کرے گویا اب وہ مردہ ہے اس لئے اسے کفنی پہننے کا حکم ہوتا ہے۔ اب اس کی کوئی خواہش اور اقتضا نہیں رہی وہ کالثوب فی ید الغسال ہو گیا۔ جدھر چاہے مارے اور جو چاہے کرے اس کو چوں و چرا کا اختیار نہیں۔ زیب و زینت ممنوع ہو جاتی ہے۔ سر برہنہ کروا دیا جاتا ہے اب حاجی احرام باندھ کر دو رکعت نفل پڑھ کر اپنے حج کی قسم کو معین کرتا ہے اور اس کے بعد تلبیہ کہتا ہے۔ تلبیہ خدا کی عظمت و برتری کی منادی ہوتی ہے لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک۔ اب حاجی موتوا قبل ان تموتوا کا کامل مظہر ہے۔ نہ بناؤ ہے نہ سنگار، نہ قومی تفاخر ہے نہ نسلی برتری سب فقیرانہ لباس میں ملبوس اور جذبۂ حضوری سے سرشار ہیں۔

آؤ! اس شمع محبت کے پروانوں کو دیکھو جو کرۂ ارضی کے مختلف گوشوں سے کھچ کر رنگ و نسب اور ملک و زبان کے سارے اختلافات کو مٹا کر نہایت شکستگی اور بے سروسامانی کی صورت سے دربار گہربار میں حاضر ہو رہے ہیں۔ جن کا نعرہ تلبیہ جن کی حرکت شوق اور جن کا سکون ذوق ہے۔

آؤ! دیکھو جن ارواح طیبہ نے اصلاب آباؤ اور بطون امہات میں صوت خلیل پر لبیک کہا تھا۔ آج اس روحانی اجابت کو عملی صورت میں پیش کر رہے ہیں پستی اور بلندی سے ہر گلی اور کوچے سے لبیک اللھم لبیک کی والہانہ صدائیں گونج رہی ہیں راہ خدا کا مسافر اور حرم پاک کا قاصد بلند آواز سے عرض کر رہا ہے۔ اے خدا میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ حمد تیری ہے، نعمت تیری ہے اور ملک تیرا ہے۔ تیرا کوئی سہیم و شریک نہیں۔ گویا یہ تلبیہ محض شوق کے لئے ایک ترانہ ہوتا ہے جسے حاجی گا گا کر اس سکر میں ہوشیار رہتا ہے اور تھوڑی دیر کے لئے بھی اپنے مقصد عظیم سے نہیں چوکتا۔ تلبیہ کے بار بار کہنے میں اپنی تذلیل اور مولیٰ کی تعظیم ہے کیونکہ اُدھر سے ایک مرتبہ حاضر ہونے کا حکم ہوا۔ اور ادھر سے یہ کمال اطاعت اور غایت محبت کے اظہار کے ساتھ بار بار تصدیق ہو رہی ہے۔ اور اپنے بخت فرخندہ اختر پر فخر کرتا ہے کہ

اے مولیٰ کہاں یہ ناچیز اور کہاں تیرا دربار سامی کہ تو نے محض اپنی رحمت بیکراں کے صدقے اس ذرۂ بے مقدار کو خورشیدی وقار کی کرنوں میں منسلک کر دیا۔

برکت سے جب اے محبوب حقیقی کا غلغلہ سنائی دیتا ہے اور ہر شجر و حجر اس خلاقِ عالم کی تعریف سے گونجتا ہے۔ تو حاجی کے کاشانۂ قلب میں عشق الٰہی کی آگ لگ جاتی ہے۔ ماسوی اللہ کا سارا اثاثہ جل کر راکھ ہو جاتا ہے مگر گھر اس آگ سے ایسا منور ہو جاتا ہے کہ قلب کا گوشہ گوشہ اس نور سے جگمگا اٹھتا ہے اس تحمل مصائب اس ایاب و ذہاب کی دگرگٹ سے اسی آگ کا پیدا کرنا مقصود تھا۔ جو بحمد اللہ آج پیدا ہو گئی۔

عشق آں شعلہ است کہ چوں بر فروخت ؎ ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

اسی واسطے حضورؐ نے فرمایا کہ جس نے محض اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے حج کیا اور اس میں کوئی کام رب العزت کی مرضی کے خلاف نہ کیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا وہ بطن مادر سے آج صفحۂ دنیا پر آیا۔

اب جبکہ لا کی تلوار نے ماسوی اللہ کے سر کو کاٹ کر رکھ دیا اور عشق کے شعلہ نے غیر حق کے خس و خاشاک کو جلا کر راکھ کر دیا تو اب ؎

ماند الا اللہ باقی جملہ رفت ؎ مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت

اب حاجی غیر اللہ کی قید سے چھوٹنے کے بعد اس قابل ہو گیا کہ اپنے آستانہ عالیہ کی حاضری کا شرف عطا کیا جائے چنانچہ اب مکہ مکرمہ نظر آتا ہے حاجی کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار ٹوٹ پڑتا ہے دل کی دھڑکن فرط مسرت سے تیز ہو جاتی ہے۔ رو رو کر عرض کرتا ہے اللھم ھذا حرمک و حرم رسولک فحرم لحمی و دمی وعظمی علی النار۔ سامان رکھتے ہی سب سے پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ حاجی باب بنی شیبہ سے مسجد حرام میں داخل ہوتا ہے اور جب نظر اس معظم و مکرم اور وسیع و منیع گھر پر پڑتی ہے۔ جو صحن حرم میں شاہد کونین کی طرح کالی کملی اوڑھے بصد ناز و انداز جلوہ فرما ہے۔ تو عاشق بیدل کے ہاتھ سے عنان صبر چھوٹ جاتی ہے آنکھیں چشمہ کی طرح ابل پڑتی ہیں۔ تکبیر و تہلیل کی آواز بلند ہو جاتی ہے۔ اور عرض کرتا ہے اعوذ برب البیت من الکفر و الفقر و من عذاب القبر و ضیق الصدور و صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم۔

جب بیت عزت کے پاس پہنچتا ہے تو تلبیہ بلند کر دیتا ہے کیونکہ اب غیبت حضوری سے بدل چکی ہے اور وصل نے فراق کی جگہ لے لی۔ اپنے دین و ایمان حسرت و امان کے مرکز کی آستانہ بوسی حجر اسود سے کرتا ہے اور اگر تقبیل حجر سے دوسرے حاجیوں کو تکلیف پہنچے تو صرف اشارہ ہی کافی ہے اس کے بعد دعائیں پڑھتے ہوئے کعبہ معظمہ کے گرد سات چکر لگاتا ہے اور ہر شوط پر حجر اسود کو چومتا جاتا ہے۔

تمام حاجیوں کو مرکز اسلام کے اردگرد دائرہ کی شکل میں اس لئے پھرایا جاتا ہے کہ دائرہ کا فاصلہ ہر طرف سے مرکز کے ساتھ برابر ہوتا ہے تاکہ ہر ایک حاجی کو کعبہ شریف کے برکات و فیوض علی السویہ حاصل ہو سکیں۔

اس کے علاوہ بادشاہوں کی مجالس میں نشست کا لحاظ ظاہری مرتبے اور دولت کے لحاظ سے رکھا جاتا ہے۔ جو جتنا متمول اور ذی جاہ ہو گا وہ اتنا ہی بادشاہ کے قریب بیٹھے گا۔ علماء کی محفل میں علم کی رعایت کی جاتی ہے۔ اور مرتبہ بقدر علم عطا ہوتا ہے مگر فقراء کے ہاں جبکہ باطن نور ربانی سے درخشاں ہوتا ہے کسی صادر و وارد کے درمیان فرق نہیں کیا جاتا۔ اس لئے ان کی مجلس کو حلقہ سے تعبیر کیا جاتا ہے چونکہ یہاں پر بھی آکر تمام قومی، نسلی، ملکی اور لسانی تفرقے مٹ گئے اس لئے اس مجلس کو بھی حلقہ کی صورت دیدی گئی اور اس نسبت تساوی کو اس طرز سے وسعت دی گئی کہ اسی مقام پر سواء العاکف والباد کا حکم دیدیا گیا اور اعلان کر دیا گیا کہ خدا کے ہاں سب مہمانوں پر باران رحمت علی السویہ موسلا دھار برس رہی ہے اور چونکہ یہ روحانیت کا اجتماع ہے اس لئے طواف کرتے وقت مرکز ایمان کو بائیں طرف یعنی جانب قلب رکھا جاتا ہے تاکہ تجلیات کعبہ سے قلوب حاجی براہ راست منور ہوں اور اسی واسطے دیوان صالحین میں اعلیٰ مجلس کے برخلاف اہل یسار ہستیاں عظیم المرتبت ہوتی ہیں کیونکہ دیوان صالحین اہل قلوب کا اجتماع ہے اور قلب کا تعلق یسار سے ہے۔

دائرہ میں پھرانے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ چونکہ دائرہ کی نہ ابتداء ہوتی ہے نہ انتہا۔ بلکہ اس کا ہر ایک نقطہ جسے انسان انتہا سمجھتا ہے حقیقت میں

وہی ابتداء ہوتی ہے۔ گویا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ محبت ایک دائرہ ہے جس کی کوئی نہایت نہیں بلکہ اس کا نقطۂ نہایت اگر غور کیا جائے تو وہی نقطۂ بدایت ہوتا ہے

اے برادر بے نہایت درگہیست ⁂ ہرچہ بروے میرسی بروے مایست

اس لئے حاجیوں کو جو دائرہ محبت کی صورت میں طواف کعبہ کر رہے ہیں۔ یہی نکتہ سمجھایا جاتا ہے کہ اس نقطہ کو انتہاء نہ سمجھیں بلکہ یہ تو عین ابتداء ہے۔ ہاں اگر فضل ربی شامل حال ہو جائے تو اسی بدایت کو نہایت میں تبدیل کر دے تو اور بات ہے۔

پروانہ ہمیشہ شمع کے گرد چکر لگاتا ہے۔ بلبل گل کے ارد گرد پھرتی ہے بھونرا پھول پر تصدق ہوتا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں غلبۂ شوق اور جذب ذوق ہے وہاں عاشق والہانہ چکر لگا کر اپنے آپ کو واری اور تصدق کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور پھر یہ سات چکر اس لئے لگائے جاتے ہیں کہ رب البیت کی صفات ذاتیہ ثبوتیہ سات ہیں۔ حیات۔ قدرت۔ علم۔ کلام۔ سمع۔ بصر اور ارادہ۔ انہی صفات اصلیہ کے انعکاس نے انسان کے اندر فرعی اور ظلی اثرات پیدا فرمائے۔ لہٰذا حاجی اس گھر کے ارد گرد سات دفعہ پھر کر اپنے فروع کو اصول سے متصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاکہ اس کی پژمردہ صفات اصل سے ملکر بہترین طور پر پروان چڑھ جائیں اور پھر تازہ نسبت سے تازہ قوت پیدا ہو جائے۔

اس کے علاوہ بیت اللہ پر بنائے آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک سات تعمیر ہوئے۔ ایک دفعہ آدم علیہ السلام نے بنایا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے بنایا۔ پھر عمالقہ۔ پھر بنی جرہم۔ پھر قریش نے تجدید کی۔ پھر عبداللہ بن زبیر نے اسے بنایا اور آخر میں حجاج بن یوسف نے اس کی تعمیر کی۔

ہارون رشید نے اپنے زمانہ سلطنت میں حضرت امام مالکؒ سے پوچھا تھا کہ اگر آپ فرمائیں تو میں پھر خانہ کعبہ کو شہید کر کے حضرت عبداللہ بن زبیر کی توفیق جو حضورؐ کی خواہش کے مطابق تھا تعمیر کعبہ کر دوں۔

انہوں نے فرمایا کہ لاتفعلہ اگر آپ ایسا کریں گے تو خانہ کعبہ بازیچہ سلاطین بن جائیگا اور ہر ایک بادشاہ اپنے زمانہ میں اس کی تجدید کرے گا جس سے مفسدہ عظیم برپا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے اسے موجودہ حالت پر رہنے دیا۔ فرق مصلحت ہے۔ چنانچہ آج تک وہی حجاج ثقفی کا بنایا ہوا کعبہ موجود ہے گویا ہر سات تعمیر کا بدلہ ہے اور مقصود یہ ہے کہ حاجی ظاہر کرتا ہے کہ ہمارا ان تغیرات و تبدلات سے کوئی تعلق نہیں۔ در و دیوار اور خشت و احجار حقیقت کعبہ میں داخل نہیں بلکہ ان کا ہونا نہ ہونا عظمت کعبہ میں کوئی فرق پیدا نہیں کر سکتا۔

اور شاید یہ حقیقت انسانیہ کے لطائف سبعہ کا مظہر ہے کیونکہ حقیقت انسانیہ سات لطیفوں پر مشتمل ہے جس میں پانچ عالم امر سے اور دو عالم خلق سے تعلق رکھتے ہیں۔ قلب۔ روح۔ سر۔ خفی اور اخفیٰ کا تعلق تو عالم امر سے ہے اور نفس و عناصر اربعہ کا تعلق عالم خلق سے ہے۔ گویا سات بار پھرنا ان لطائف سبعہ کی ترقی و عروج کی عملی استدعا ہے۔

ساتھ ہی اگر آپ غور کریں تو حقیقت میں ہماری زندگی صرف سات دنوں سے مرکب ہے جو رات کو مراتب سے ہفتے۔ مہینے اور سال بنتے ہیں اس واسطے حاجی اپنی زندگی کی اصل یعنی سات دنوں کے مقابل میں سات پھیرے پھرتا ہے۔ تاکہ زندگی کا ہر ایک دن خدائی تعلق سے مشرف ہو جائے۔ اور اللہ کیلئے عملی معاہدہ کرتا ہے کہ میری زندگی کا ہر ہر دن اور ہر ہر گھنٹہ خدا کی اطاعت میں گذرے گا۔

مزید برآں حج چونکہ عبادات مالیہ کا بدرجہ اتم مظہر ہے اور انفاق فی سبیل اللہ کی شان اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ۔ واللہ یضعف لمن یشاء واللہ واسع علیم۔

گویا حاجی نے کلمہ طیبہ کا بیج بو دیا جس سے سفر حج کی کشت کاری اور آب رسانی نے اس میں شواط سبعہ کے سات بالے پیدا کئے اور اب شوط کا ہر خوشہ آیت مذکورہ کا مصداق بن رہا ہے ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صبا بحسنِ ادب گو تو غوثِ اعظم را
خدا سپرد بہ تو کارِ ہر دو عالم را

تو آں شہی کہ کنی رد قضائے مبرم را
بری زِ خاطرِ ناشاد محنت و غم را

شاہ محمد غوث صاحب
رحمۃ اللہ علیہ

ہر قسم سامان آہنی و فولادی تعمیرات کیلئے

گل محمد اینڈ برادرس

پل پختہ پشاور شہر

سے طلب فرمائیے:

فون نمبر
۲۱۱۴
۲۵۳۹

تار کا پتہ
تاجکو پشاور

جو حکومت پاکستان کے صوبہ سرحد میں نامزد کردہ

لوہا = اور = فولاد

کے واحد مرکزی سٹاکسٹ ہیں!